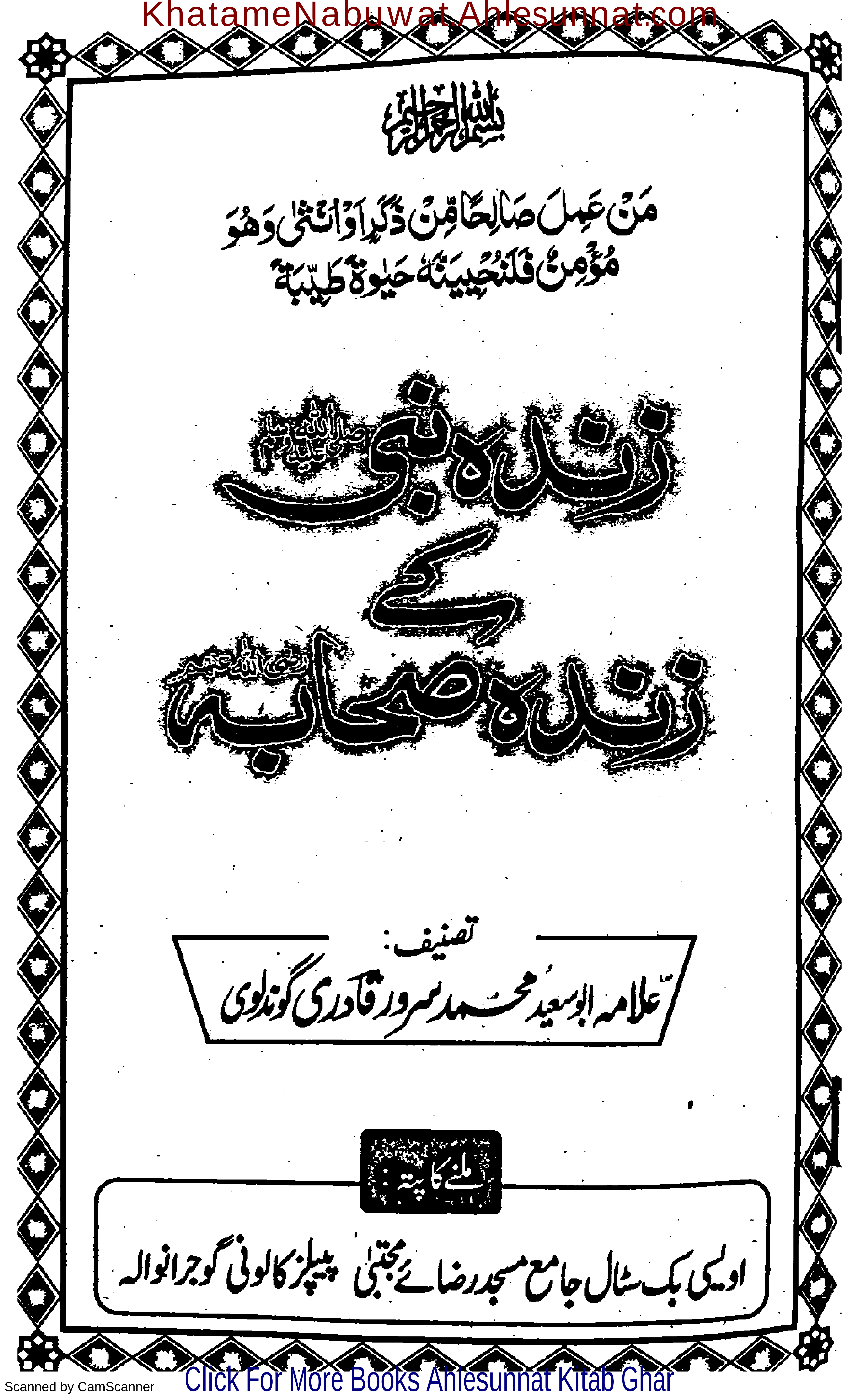


بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ

زندہ نبی ﷺ کے زندہ صحابہ رضی اللہ عنہم

تصنیف:
علامہ ابو سعید محمد سرور قادری گوندلوی

ملنے کا پتہ:
اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

نام کتاب .... زندہ نبی ﷺ کے زندہ صحابہ رضی اللہ عنہم

تصنیف .... علامہ ابوسعید محمد سرور قادری گوندلوی صاحب

کمپوزنگ .... محمد سعید نقشبندی گوجرانوالہ

تاریخ اشاعت اول .... فروری ۲۰۰۶ء

صفحات ۱۱۲

تعداد .... گیارہ سو

ہدیہ .... ۔ روپے

ناشر .... مکتبہ رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ:

مکتبہ رضائے مصطفٰے چوک دارالسلام گوجرانوالہ

شرف انتساب

باعث تخلیق کائنات فخر کونین امام الانبیاء محبوبِ خدا شفیع المذنبین حضرت سیّدنا محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ان حضرات کے نام انتساب کا شرف حاصل کرتا ہے جن میں..............

❁ اول الایمان سیّد الصحابہ امام المسلمین جانشین رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

❁ سب سے پہلے شہید، صحابیٔ رسول حضرت یاسر رضی اللہ عنہ

❁ سب سے آخری صحابی حضرت سہل بن ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ (جن کے انتقال کرجانے سے روئے زمین صحابیت کی برکت سے خالی ہوگئی)

❁ سب سے پہلے سولی پہ جان قربان کرنے والے صحابی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ

❁ نیزے کی نوک پہ (بریدہ سرسے) قرآن پاک پڑھ کر حیات صحابہ کا اعلان کرنے والے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

❁ چودہ سو سال کے بعد قبور سے صحیح سلامت اجسام کے ساتھ نکل کر اپنی زبان صحابیت سے حیات صحابہ کا اعلان کرنے والے حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت حذیفہ یمانی (رضی اللہ عنہما)

❁ قبر سے ہاتھ نکال کر وہابیہ کے مولوی سلیمان منصور پوری کو پکڑ کر بیٹھ رہنے کا حکم فرماکر حیات اولیاء کا اعلان کرنے والے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابوسعید محمد سرور قادری رضوی عفی عنہ

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نقشِ اوّل

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا۔ (سورۃ الانعام: آیت ۹۷)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے کہ ان سے راہ پائے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۔ (سورۃ الواقعہ پ ۲۷: آیت ۷۵)

ترجمہ: مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں۔

تفسیر: النجوم نجوم الصحابه ومواضعها مساجد هم او مقابرهم (تفسیر احمدی ملاجیون) قيل النجوم الصحابة والعلماء الهادون ومواقعهم القبور (روح البیان)........

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)

میرے صحابہ آسمان ہدایت کے چمکتے ہوئے ستاروں کی مانند ہیں تم لوگ ان میں سے جس کے پیچھے چلوگے ہدایت پاؤگے۔"

فرمایا: اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ لٰكِنْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ۔ (الحدیث، تفسیر کبیر، خزائن الارض ص ۱۴۳، ص ۱۱۲ مولوی شبیر احمد دیوبندی وہابی، روحانی حکایات)

◈ تمام محب اللہ زندہ ہیں۔ (شرح صدور)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جہاں میں اہلِ ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے

حیات وتصرفات:

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مُبارک ہے۔

"ان الدنيا جنة الكافر وسجن المومن انما مثل المومن حين تخرج نفسه كمثل رجل كان فی سجن فاخرج منه فجعل يَتَقَلَّبُ فِي الْاَرْضِ وَيَتَفَسَّحُ فِيْهَا۔" (مسند احمد، مسلم، ترمذی، مصنف ابن ابی شیبہ، آپ زندہ ہیں واللہ از علامہ محمد عباس رضوی) (حیات الموات فی بیان سماع الاموات ص ۲۷، شرح الصدور ص ۲۰ طبع بیروت)

ترجمہ: بے شک دنیا کافر کیلئے جنت اور مومن کیلئے قید خانہ ہے جب مومن کی جان نکل جاتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قید میں تھا اب اس کو آزاد کر دیا گیا پھر زمین میں بافراغت چلنے پھرنے لگا۔

◈ ترمذی ومشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ مومن کو سوالات کے بعد کہا جاتا ہے سوجا اس (عروس) دلہن کی طرح کہ جس کو اس کے محبوب (دولہا) کے سوا کوئی بیدار نہیں کرتا یعنی آرام سے لیٹ جا تو کامیاب ہوگیا۔ (مرقاۃ ملاعلی قاری مرآۃ اول)

◈ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر بڑی شاخیں گاڑ دینے کے بعد فرمایا..... جب تک یہ تر رہے گی ان کا عذاب قبر ہلکا ہوگا۔
(مشکوٰۃ، بخاری صفحہ ۱۸۲ ج ۱)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ کُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا ۔"

ترجمہ: بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو گئے حالانکہ تم مردہ تھے (پیٹ بے جان تھے) فَاَحۡیَاکُمۡ ۔ پس اس نے تمہیں زندہ کیا یعنی جان بخشی (پیدا ہو جائے) ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ ۔ پھر تمہیں مارے گا پھر (قبر میں یا پہلے) تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے یعنی اول بے جان کو جان ملے گی زندگی پھر موت پھر زندگی ملے گی یہ زندگی قبر کی ہے۔ (پ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۲۸)

یعنی قبر میں سوالات وغیرہ کا ہونا حیات کی دلیل ہے کہ اس کے بعد مارنے کا ذکر نہ فرمایا نیز حدیث شریف میں ہے منکرین کے سوالات کے وقت قبر میں صاحب قبر کا یہ کہنا کہ مجھے نماز عصر ادا کرنے دو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۶) یہ حیات اولیاء فی القبر پر دلیل ہے

کیا تماشا ہے کہ مردہ لوگ کہتے ہیں ہمیں
بند آنکھیں کر کے جاتے ہیں ظہیری سوئے دوست

نواب صاحب کا نعرۂ حق و اعلانِ گوندلوی :

نواب صدیق الحسن غیر مقلد نے لکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اس کے اذان اور اقامت کے ساتھ وکذالک الانبیاء
(الشمامۃ العنبریۃ ص ۵۲)

❖ مولوی محمد اسماعیل نے لکھا ہے کہ "اہل حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شہداء اور انبیاء زندہ ہیں برزخ میں وہ عبادات تسبیح و تہلیل فرماتے ہیں ان کو رزق بھی حسب حال اور حسب ضرورت دیا جاتا ہے۔"

(تحریک آزادی فکر صفحہ ۳۸۵ ... ماخوذ آپ زندہ ہیں واللہ ... از علامہ محمد عباس رضوی)

❖ مولوی حافظ محمد گوندلوی وہابیوں کے امام العصر و محدث صاحب لکھتے ہیں۔ "اَلۡاَنۡبِیَاءُ اَحۡیَاءٌ فِیۡ قُبُوۡرِهِمۡ یُصَلُّوۡنَ" ۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اس حدیث شریف کو صحیح قرار دیا ہے۔

(فتح الباری۔ الاعتصام شمارہ ۲، فتاویٰ علمائے حدیث صفحہ ۹/۱۲۵)

راقم الحروف ابو سعید رضوی گوندلوی کا آج کے تمام گوندلوی گوجرانوالوی وہابیوں سے سوال ہے کہ جب تمہارے بڑے بڑے غیر مقلدین حیاۃ النبی فی القبر کے قائل تھے۔ بالخصوص تمہارے محدث اعظم امام العصر شیخ الکل حافظ محمد گوندلوی نے بھی لکھ دیا ہے تو پھر اب انکار کیوں؟

نیز مولوی اسماعیل سلفی کی تحریر و تحریک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شہداء نہ صرف زندہ ہیں بلکہ عبادات بھی کرتے ہیں ان کو حسبِ ضرورت رزق بھی ملتا ہے۔ پھر اب حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار آخر کیوں؟

اپنے ہی من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
اگر میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿اوّلین حضرات﴾

اوّل ایمان لانے والے سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

تمام مردوں میں سب سے پہلے ایمان قبول کرنے والے حضرت سیدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔(ترمذی ص ۲۰۸ ج ۲۔تاریخ الخلفاء ص ۳۲)

اوّلین شہداء صحابہ (رضی اللہ عنہم) :

کفار کی وحشیانہ اذیت رسانیوں سے شہدائے اہلِ اسلام میں سب سے پہلے شہید حضرت یاسر رضی اللہ عنہ ہیں۔(مدارج النبوت ج ۲)

نیز حضرت یاسر کی بیوی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو طرح طرح کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ابو جہل نے سخت سے سخت سزائیں دیں لیکن وہ سچی مومنہ اپنے ایمان پر پہاڑ کی طرح جمی رہی تو آخر کار ایک دن مکہ کے چوراہے میں کفار کے ہجوم میں ابو جہل نے آپ کو تیر کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے آپ وہیں غش کھا کر گریں اور اپنی جان جاں آفرین (کے نام کو بلند کرنے کیلئے) بطور نذرانہ پیش کردی۔(**فھی اول شھیدۃ فی الاسلام**) تحریک اسلام میں سب سے پہلے شہادت (عورتوں میں) جس کو نصیب ہوئی وہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲۔الشمامۃ العنبریہ)

اوّل غزوہ کے اوّلین شہداء :

جب غزوہ بدر میں عامر بن الحضرمی کافر جو اپنے مقتول بھائی عمرو کے خون کا بدلہ لینے کیلئے آگے بڑھا تو اس کے مقابلہ کیلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت

مھجع بن صالح رضی اللہ عنہ میدان میں نکلے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ان کے بعد قبیلہ نجار کے حضرت حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ کو سعادت شہادت نصیب ہوئی کہ آپ تالاب پر پانی پی رہے تھے کہ کسی کافر نے تاک کر انہیں تیر کا نشانہ بنایا تیر آپ کی گردن میں آکر پیوست ہو گیا۔اس طرح آپ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔سیرت مصطفےٰ از علامہ عبد المصطفےٰ علیہ الرحمۃ۔ضیاء النبی جلد دوم)

﴿﴾ خیال رہے (ھو اول من قتل من الا نصار یو مئذ) بدر میں انصار کے اول شہید حضرت حارثہ بن سراقہ ہیں۔(اول من صلب فی الاسلام خبیب بن عدی) یعنی اسلام میں اول جو سولی پر شہید ہوئے وہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ہیں جو مکہ میں شہید ہوئے تھے۔(نور اول کی چمک ص ۵۴ ۔از علامہ محمد ریاض الدین صاحب)

اوّل غزوہ کا اوّل زخمی ثم شہید :

با قاعدہ جنگ بدر کا آغاز کچھ اس طرح ہوا کہ اسود بن عبد الاسود کافر نے قسمیہ کہا کہ میں مسلمانوں کے حوض پر قبضہ کروں گا۔اس سے میں پانی پیوں گا۔اسے منہدم (خراب) کردوں گا یا پھر لڑتے لڑتے اپنی جان دے دوں گا جب وہ فاسد نیت سے پانی کے تالاب کی طرف بڑھا تو حضرت حمزہ نے اس پر تلوار کے وار کئے اور اس کا کام تمام کر دیا۔بدر میں یہ پہلا کافر تھا جو جہنم رسید ہوا۔اب اسود کو یوں مرتے جہنم جاتے دیکھ کر عتبہ اپنے ساتھ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کو لیکر میدان میں آ کھڑا ہوا ان کے مقابلہ کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ حضرت علی، حضرت عبیدہ کو بھیجا۔پھر میدان جنگ اس طرح گرم ہوا کہ حضرت حمزہ نے شیبہ حضرت علی نے ولید کو حضرت عبیدہ نے عتبہ کو للکارا۔حضرت حمزہ و حضرت علی دونوں نے بجلی کی سرعت سے اپنی شمشیر سے وار کر کے دونوں کافروں کے سر تن سے جدا کر دیئے۔البتہ حضرت عبیدہ نے عتبہ پر وار کیا اس نے

بھی وار کیا۔اسی دورانیہ میں آپ کی ٹانگ پر گہرا زخم آگیا۔اس صورت حال کو دیکھتے ہی حضرت علی وحمزہ فوراً مدد کو پہنچے اور تلواروں کے وار کئے اور عتبہ کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔حضرت عبیدہ کو شدید زخمی حالت میں اٹھایا اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لٹایا (فوضع خده علی قدمه الشریفة) حضرت عبیدہ نے اپنا رخسار آپ کے قدموں پر رکھ دیا اور چند اشعار محبت میں عرض کئے یعنی اپنی جان کے نذرانہ کا اظہار کیا جسے سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَشْھَدُ اَنَّکَ شَہِیْد '' میں گواہی دیتا ہوں کہ تو شہید ہے (رضی اللہ عنہ)۔اختتام جنگ کے بعد نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ زخمیوں میں حضرت عبیدہ بن حارث بھی تھے۔راستہ میں مقام صفراء پر انتقال کر گئے جام شہادت نوش کر گئے اور اسی جگہ آپ کو دفن کر دیا گیا۔آپ بڑے مشہور صحابی ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کی نہایت قدر فرماتے تھے۔خیال رہے!ایک دفعہ مقام صفراء میں حضرات صحابہ کرام کو مشک سے تیز تر خوشبو آئی۔صحابہ کے عرض کرنے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہاں ابو معاویہ عبیدہ کی قبر ہے۔تمہیں تعجب کیا ہے؟تفصیلی واقعہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔

(بدر الکبریٰ ص ۱۳۰۔مدارج النبوت ص ج ۲۔سیرت ابن ہشام ج ۲)(ضیاء النبی ج ۳)

خلاصہ : اسلام کے اولین شہداء میں سے پہلے شہید حضرت یاسر اول شہیدہ حضرت سمیہ (زوجہ حضرت یاسر رضی اللہ عنہما) اور اول غزوہ کے اول شہید حضرت مجع (حضرت فاروق اعظم کے آزاد کردہ غلام تھے) ان کے بعد قبیلہ نجار کے شہید حضرت حارثہ بن سراقہ (انصار میں سے اول شہید ہیں) پھر کفار کی اذیتوں کے شکار ہونے والے حضرت خبیب جو سولی کے اول شہید ہیں۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

☆☆☆☆☆☆☆☆

حکمی شہدا کی تعداد.....احادیث وآثار کی روشنی میں

قارئین کرام ! حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حکمی شہدا کی تعداد تیس بیان کی ہے اور بعض مالکی علماء نے ان میں مزید گیارہ کا اضافہ کیا ہے۔علامہ شامی نے ان کے علاوہ دو قسمیں اور بیان کی ہیں۔یہ کل ۴۳ اقسام ہو گئیں۔اس سلسلہ میں احادیث اور آثار سے تتبع کرنے سے حکمی شہداء کی تعداد ۴۶ تک پہنچ جاتی ہے۔ان تمام اقسام کو مندرجہ ذیل سطور میں پڑھئے۔

حکمی شہداء :

(۱) طاعون میں مرنے والا شہید (۲) غرق ہونے والا شہید (۳) نمونیہ میں مرنے والا شہید (۴) پیٹ کی بیماری والا شہید (۵) جل کر (اچانک) مرنے والا شہید (۶) کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا (۷) حاملہ عورت دردزہ والی (۸) ڈوب کر مرنے والا شہید (۹) اپنے مال کی حفاظت کرنے والا (۱۰) جان کی حفاظت کرنے والا (۱۱) بیوی کی حفاظت کرنے والا (۱۲) بچوں کی حفاظت کرنے والا (۱۳) سواری سے گر کر مرنے والا (۱۴) اللہ کی راہ میں مرنے والا (یعنی طلب علم ونماز کو جاتے ہوئے۔تصنیف وخدمت دین میں لگے ہوئے مرنے والا) (۱۵) پہاڑ سے گر کر مرنیوالا (۱۶) درندے کے مارنے سے مرنے والا (۱۷) حالت نفاس میں مرنے والی عورت (۱۸) رزق حلال کی طلب میں نکلنے والا (۱۹) اپنی اولاد کی روزی کیلئے نکلنے والا (۲۰) کسی خاص مصیبت کے غم میں مرنے والا (۲۱) صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا (۲۲) پھیپھڑوں کی بیماری میں مرنے والا (۲۳) غریب الوطنی کی حالت میں مرنے والا (۲۴) یہ دعا کرنیوالا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِی الْمَوْتِ

فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (۲۵) نیزہ کی ضرب سے مرنے والا (۲۶) کسی سے سچی محبت کرنے والا (حرام سے بچنے والا عاشق) (۲۷) بخار سے مرنے والا (۲۸) سرحد کی حفاظت کرنیوالا (۲۹) کسی گڑے میں اچانک گر کر مرنے والا (۳۰) ظلماً قتل ہونے والا (۳۱) اپنے حق کی خاطر لڑنے والا (۳۲) حق کی راہ میں نکلا پھر مر گیا۔
(۳۳) سانپ یا بچھو کے ڈسنے سے مرنے والا (۳۴) اچھو (لگنے) سے مرنے والا (۳۵) پڑوسی کی حفاظت کرنے والا (۳۶) چھت سے گرنے والا شہید (۳۷) جس پر پتھر گر جائے اور وہ مر جائے (۳۸) وہ عورت جو اپنے شوہر پر غیرت کرتی ہو (کسی وجہ سے) نیت خیر ہو (اسی غم میں مر جائے) (۳۹) نیکی کا حکم کرتے، برائی سے روکتے ہوئے مارا جائے۔ (۴۰) اپنے بھائی کی حفاظت میں مرا جائے (۴۱) اللہ کی راہ میں نکلا مگر سواری نے گرا دیا (آجکل یہ سفر میں عام حادثات ہوتے ہیں) (۴۲) حشرات الارض میں کسی سے کاٹنے سے مرنے والا (۴۳) نیکی کے سفر، کسی بھی (معاذ اللہ) مصیبت سے مرنے والا (۴۴) طاعون کی بیماری کی جگہ سے نہ بھاگے اسی علاقہ میں فوت ہوا اور یقین رکھے کہ جو چیز اللہ نے میرے لئے مقرر کر دی ہے وہ ہو کر رہے گی وہ بھی شہید (۴۵) آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا شہید (۴۶) کسی بھی مرض میں مرا وہ بھی شہید ہے۔

ہر مومن کامل شہید :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ"۔ (سورۃ حدید آیت ۱۹ پ ۲۷)

ترجمہ : وہی لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر کامل ایمان رکھتے ہیں وہی اللہ کے

نزدیک صدیق وشہید ہیں۔

﴿تفسیر﴾ محدث امام عبدالرزاق نقل کرتے ہیں۔ حضرت مجاہد تابعی نے فرمایا (کل مومن شہید) پھر انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

مفسر قرآن علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ یہ صدیقین وشہداء اپنے درجات ومقامات کی بلندیوں کی وجہ سے اس درجہ میں ہیں یہی تفسیر راجح ہے۔ اس کی تائید میں بکثرت احادیث وآثار مروی ہیں لیکن مناسب یہ ہے کہ اس سے وہ مومن شخص مراد ہے جس کا ایمان کامل اور قابل شمار ہو۔ یعنی ذکر وفکر و عبادت وریاضت میں قابل ذکر ہو ورنہ یہ درجات حاصل کرنا بہت بعید ہیں۔ مزید اس ایمان افروز تفصیل کیلئے احادیث وآثار کا مطالعہ کریں۔ نیز شہید کی وجہ تسمیہ وحقیقی وحکمی شہداء کے الگ الگ احکام ومسائل کی معلومات کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ (روح المعانی صفحہ ۱۸۴ ج ۱۴، پ ۲۷) (شرح صحیح مسلم ج ۵۔ از علامہ غلام رسول سعیدی)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ صحابہ (رضی اللہ عنہم)

تذکرۂ حیات اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ (پ۲، البقرہ:۱۵۴)

ترجمہ : اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

شانِ نزول : ہجرت کے بعد اول لڑی جانے والی جنگ بدر میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے۔ جن میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار صحابہ کرام شہید ہوئے۔ اس وقت مسلمان تو کہتے تھے کہ فلاں فلاں لوگ مارے گئے تو یہ حکم نازل ہوا کہ انہیں مردہ نہ کہو (دوسرا قول یہ ہے) کہ کفار و منافقین نے کہا کہ یہ ایسے دیوانے ہیں کہ تھوڑے اور بے سروسامان لوگ ہیں اور بڑی جماعتوں پر حملہ کر دیتے ہیں۔ لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ صرف (سیدنا) محمد ﷺ کی رضا کیلئے بے فائدہ اپنی جانیں ضائع کرتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ غلامانِ مصطفےٰ کی جانیں ضائع نہیں ہوئیں بلکہ انہیں ہمیشہ کی حیات مل گئی اس لئے انہیں ہرگز ہرگز مردہ نہ کہو یہ بری بات ہے بلکہ راہ خدا میں جان دینے والوں کو مردہ سمجھو بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۴ آل عمران آیت ۱۶۹-۱۷۰)

تذکرۂ اصحابِ اُحد رضی اللہ عنہم :

قارئین کرام مذکورہ بالا آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا شہداء احد کے حق میں نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہید کی زندگی ایسی یقینی ہے کہ انہیں مردہ سمجھنا اور کہنا بھی گناہ ہے۔ خیال رہے سبیل اللہ یعنی جو اللہ کی راہ میں مارا جائے ، میں بہت گنجائش ہے۔ جو بھی دین اسلام کی خاطر مارا جائے وہ زندہ ہے۔ اسے مردہ مت کہو۔

شہید کی حیاتِ جسمانی :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ عند بمعنی مقرب یا معظم ہے۔ یعنی وہ زندہ ہیں رب کے ہاں بڑے مقرب معظم و مکرم ہیں۔ وہ روزی دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی شانِ حیات میں فرمایا ہے۔ یرزقون ان کو رزق ملتا ہے۔ اس میں شہید کی جسمانی زندگی کی تصریح کر دی گئی ہے۔ اگر وہ روح مع الجسد زندہ نہ ہوتے تو رزق دیئے جانے کے کیا معنی؟ رزق ملنا جسم ہی کی صفت ہے اور اس کے مضارع ، فرمانے سے پتہ لگا کہ ان کو برابر مسلسل رزق مل رہا ہے۔

خوشیاں منا رہے ہیں :

مزید فرمایا فَرِحِيْنَ وہ شہدا خوش ہیں اس پر کہ جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے۔ یہاں فضل سے مراد ہے شہادت، مغفرت، جنت اور وہاں کی نعمتیں جو ان کو مل گئی ہیں۔ اس سے بھی ان کی حیات ثابت ہوئی۔ آگے فرمایا کہ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۔ یعنی صرف اپنی ہی کامیابی پر وہ خوش نہیں بلکہ قیامت تک جس قدر مسلمان ایمان پر انتقال کرنے والے ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے۔ ان حالات سے بھی خبردار ہیں اور ان کو ملنے والی نعمتوں پر بھی خوش ہیں۔ (پ۴، تفسیر نعیمی)

اہلِ قبور کا خوش آمدید کہنا :

عظیم محدث ومفسر قرآن علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔اللہ کریم کے فرمان یَسْتَبْشِرُوْنَ کہ وہ خوشیاں منارہے ہیں۔اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ شہید کے پاس ایک کتاب لائی جائے گی جس میں ان لوگوں کے نام درج ہیں جو اس سے ملاقات کرنے کیلئے جلد آنے والے ہوں گے وہ دیکھ کر خوش ہوگا۔بالکل اسی طرح جیسے دنیا والے اپنے کسی (مہمان) مسافر کی آمد پر خوش ہوتے ہیں۔(یعنی گھر والے آنے والے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔)(شرح صدور ص۸۰ عربی)

حیات کا منکر کافر :

زندہ ہونا کہ شہداء کی حیات کے ثبوت کیلئے بھی ان کے تمام حالات وکیفیات کو بیان کردیا گیا۔یعنی (۱) ان کا روزی پانا۔(۲) خوشیاں منانا (۳) آئندہ ہونے والے حالات کی خبر رکھنا (۴) ان کو کچھ غم نہیں (۵) ان کو مردہ کہنے سے منع کرنا۔(۶) بلکہ مردہ ہونے کا گمان کرنے سے بھی روکنا وغیرہ سب کچھ بیان فرمادیا۔اب اس کا منکر کافر اور اس میں بلاوجہ تاویلیں کرنے والا گمراہ ہے۔ہمارا عقیدہ ہے کہ شہید کی زندگی جسمانی اور جاودانی ہے۔ان کو قبر میں حیات جسمانی حاصل ہوتی ہے جس پر تفصیلی ومدلل واقعات و حالات آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔راقم الحروف کا اس تحریر سے یہی مقصد ہے کہ زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کے بحوالہ ایمان افروز واقعات و کرامات کو ایک جگہ جمع کردیا جائے۔وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

ان آیات میں حیات کا ذکر ہے اس کی کئی قسمیں ہیں حیات برزخی جو ہر مومن و کافر کو بھی حاصل ہے۔یہاں برزخ سے مراد موت سے قیامت تک کا وقت ہے۔

حیات قبر شہداء واولیاء کو حاصل ہے مگر عام طور حواس ظاہریہ سے ان کی حیات کا ادراک نہیں ہوتا۔حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔(پ۲) دوسرے مقام پر فرمایا جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ہرگز انہیں مردہ خیال بھی نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد (خوش) ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اور خوشیاں منارہے ہیں۔اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔(آل عمران آیت ۱۶۹۔۱۷۰)

بے حجاب اللہ سے کلام وآیت کا شانِ نزول :

محدث امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں جب میرے والد احد میں شہید ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے اس بات کی خوشخبری نہ سناؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ سے بے حجاب کلام فرمائی تو فرمایا "اے میرے بندے تمنا کر میں تجھے دوں گا انہوں نے عرض کی اللہ مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجے کہ جہاد کروں جام شہادت کی لذت پاؤں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا فیصلہ ہوچکا کہ اب یہ دوبارہ نہیں ہوگا۔حضرت جابر فرماتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ ... الخ" (جامع ترمذی ابواب التفسیر القرآن جلد۲ ص۱۲۵/سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۹)

خیال رہے۔دنیاوی لحاظ سے ان کی شہادت (ذائقۃ الموت) کے بعد دنیوی احکام جاری نہیں ہوتے یعنی ان کی ازواج کی عدت اور تکمیل عدت پر نکاح جائز، ان کا ترکہ اولاد وغیرہ تقسیم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ ۔۔۔۔۔"

چمکتے دمکتے واقعات

مکرم قارئین! اب مذکورہ بالا آیات کی تفسیر کے بعد حیات صحابہ کرام کے چمکتے دمکتے معتبر

روح پرور حوالہ جات آپ کی نظر کرتے ہیں۔ اولاً شہید کربلا نواسہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ابن شہید جگر گوشہ بتول صحابی رسول امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ پڑھیے۔

زندہ نبی کا زندہ نواسہ (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ) :

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب شہید کربلا کے بریدہ سر انور کو دمشق لے جایا جارہا تھا۔ قافلہ میرے مکان کے قریب سے گذرا میں مکان کی چھت پر تھا میں نے سر انور سے "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا"۔ (پ۱۵ الکہف بحوالہ اوراق غم) کی تلاوت سنی بروایت دیگر کہ یہ کسی نے تلاوت کی تو سر انور سے آواز آئی۔ اعجب اصحاب الکہف قتلی و حملی۔ (خصائص الکبریٰ ص ۱۲۷ ج ۲، شرح صدور ص ۸۸) مزید فرمایا گیا ہے کہ شیخ نے شہید کربلا کے لب کی حرکت دیکھی تو کان قریب کیا تو پڑھ رہے تھے۔ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ ابراہیم) جب قافلہ مقام حران میں پہنچا تو سر انور سے تلاوت کی آواز سنی گئی۔ آپ پڑھ رہے تھے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ (شعراء آخری آیت) (اوراق غم علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری) گویا شہید کربلا رضی اللہ عنہ نے تین آیات کی تلاوت فرمائی اور اپنی زندگی کی شہادت دی۔

شہید کے بریدہ سر سے تلاوت بحوالہ ابن کثیر :

شاہ روم نے ایک مجاہد اسلام کو قتل کرنے کے بعد اس کے جسم سے گردن جدا کر کے نہر میں ڈال دی تھوڑی دیر کے بعد شہید کا سر پانی کے اوپر آگیا اور اپنے دوسرے بھائیوں کی طرف چہرہ کرکے کہا اے فلاں فلاں نام لیکر پکارا تو اس کو شاہ روم سمیت تمام حاضرین نے سنا کہ شہید نے پڑھا۔ يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِيْٓ اِلٰى

رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً o فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ o وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔ یہ ایمان افروز منظر دیکھ عیسائی مسلمان ہوگیا۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۱۱۵ جلد ۴ سورۃ فجر آخری آیات)

نوٹ : حضرات صحابہ کرام کی حیات و کرامات دیکھ کر متعدد عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے پڑھیے۔ صفحہ آئندہ واقعہ ...... (چودھویں صدی ہجری کا حیرت انگیز واقعہ)

تلاوت قرآن واصحاب شہدائے احد :

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرمایا کہ زمین احد شریف میں ایک قبر کھل گئی اب جو دیکھا تو ایک مرد تخت پر تشریف فرما ہے اور اس کے سامنے قرآن کریم (جس کی وہ تلاوت کررہا ہے) ہے۔ یہ شخص شہید تھا اس کے چہرے پر زخم بھی تھے۔ (شرح صدور ص ۸۵ محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)۔

حضرت جابر کے والد :

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنے والد شہید احد کو چھ ماہ بعد (ضرورۃً) قبر سے نکالا (فاذا ھو کیوم وضعتہ) تو وہ اسی طرح تھے جس طرح آج ہی میں نے دفن کیا تھا۔ (دلائل النبوت)

چھیالیس سال کے بعد جسم میں حرکت :

حضرت عمرو بن جموح و حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی قبروں میں غزوہ احد کے چھیالیس سال بعد نمی آگئی تو دوسری قبروں میں منتقل کرنے کیلئے ان کی قبروں کو کھولا گیا دیکھا تو ان کے جسم صحیح سلامت تروتازہ تھے گویا آج ہی دفن ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک شہید نے (فوضع یدہ علی جرحہ) اپنے زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا یعنی انہیں اسی حالت میں دفن کیا گیا تھا۔ اب جب چھیالیس سال کے بعد ان کا ہاتھ زخم سے

ہٹا کر چھوڑا گیا تو ہاتھ (فرجعت کما کانت) خود بخود زخم کے عین اوپر پہنچ گیا۔ نیز ہاتھ اٹھائے جانے کے بعد زخم سے خون جاری ہو گیا۔ (جامع کرامات اولیاء، مؤطا امام مالک، دلائل النبوت۔ شرح صدور ص ۳۰۸، شفاء السقام، مدارج النبوت)

؎ کیا تماشا ہے کہ مردہ لوگ کہتے ہیں ہمیں
بند آنکھیں کر کے جاتے ہیں سوئے دوست

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قدم شریف :

جب ولید بن عبدالملک کے زمانے میں حجرہ مقدسہ کی دیوار گری تو اس وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک ظاہر ہو گیا حضرت عروۃ نے (دفن ہونے کے تقریباً ۷۰ سال بعد) قدم صحیح سلامت دیکھ کر پہچان لیا یہ قدم حضرت عمر کا ہی ہے۔ (بخاری ص ج۱)

چھیالیس سال بعد کندھوں پر اٹھایا :

مزید فرمایا گیا ہے کہ شہدائے احد رضی اللہ عنہم کے جسم مبارک بالکل تر و تازہ تھے۔ چھیالیس سال بھی ان کے ہاتھ جدھر پھیرتے مڑتے جاتے تھے حتیٰ کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر ذرہ سی کدال لگ گئی تو قدم سے خون جاری ہو گیا۔ جب شہدا کی لاشوں کو چھیالیس سال کے بعد قبروں سے نکال کر صحابہ کرام انہیں کندھوں پر اس طرح اٹھائے لے جا رہے تھے۔ گویا وہ سوئے ہوئے ہیں۔ اس پر حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا کہ کیا اس کے بعد کسی کو انکار کی گنجائش باقی رہ گئی ہے؟ کہ زندہ نبی کے صحابہ زندہ نہیں ہیں یقیناً زندہ ہیں۔ (شرح صدور ص ۳۰۹/ حیاۃ الصحابہ ص ۶۷۷ جلد ۱۰، مدارج النبوت)

؎ یہ مرنے والے جاتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

چادریں اور گھاس تک صاف موجود تھیں :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد صاحب رضی اللہ عنہ کو چھیالیس سال بعد دیکھا تو جس طرح پہلے دن ان کا چہرہ کفن سے چھپایا گیا تھا اور قدموں پر گھاس ڈال دی گئی تھی ہم نے چادر اور حرمل گھاس کو اسی طرح صحیح سالم جسم پر پڑا ہوا دیکھا (حیاۃ الصحابہ ص ۶۷۶ حصہ دوم مولوی محمد یوسف کاندھلوی دیوبندی وہابی)

قیامت تک جواب دیتے رہیں گے :

امام حاکم نے بروایت صحیحہ بیان کیا اور امام بیہقی نے دلائل میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہدا احد کی قبروں پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے اللہ میں تیرا بندہ تیرا نبی گواہی دیتا ہوں "وان من زارهم او سلم عليهم الى يوم القيامة رد وعليه هؤلاء" یہ شہید ہیں جس نے ان کی زیارت کی اور ان کو سلام کیا تو یہ قیامت تک کے زائرین کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (شرح صدور ص ۸۷)

ہر سال مزارات پر حاضری :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال مزارات شہداء احد کی قبور پر تشریف لے جاتے تو فرماتے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرتُم فنعم عُقبىٰ الدَّار"۔ اور اسی طرح ہر سال حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تشریف لاتے رہے اور سلام پیش فرماتے رہے۔ حضرت فاطمہ بھی آ کر دعا فرماتی تھیں۔ (شرح صدور ص ۳۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص :

بھی آ کر سلام کرتے اور ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ ان شہدا

کوسلام کرو یہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

قبر سے جواب :

حضرت فاطمہ خزاعیہ نے فرمایا میں قبر حضرت حمزہ پر حاضر ہوئی اور عرض کیا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" تو ہم نے قبر سے جواب سنا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ (شرح صدور ص ۸۷، جامع کرامات اولیاء، جمال اولیاء ص ۳۶)

امیر حمزہ کی مدد :

حضرت شیخ احمد نے فرمایا جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو سواری کے دونوں اونٹ مر گئے۔ خالی جیب تھا۔ اسی حالت میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی کے ارشاد پر میں نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضری دی وہاں قرآن خوانی کی پھر اپنا حال سنایا پھر جب واپسی پر مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو والدہ محترمہ نے مجھے ارشاد فرمایا ایک آدمی آیا تھا اسے حرم نبوی کے عقب میں ملنے میں وہاں گیا تو سامنے پر وقار شخصیت سفید داڑھی والے انسان تشریف فرما تھے مجھے ساتھ لیکر میرے علاقہ کے مصری لوگوں کے خیمہ میں تشریف لائے خیمہ والوں نے آپ کی بہت تعظیم کی۔ مجھے مصر ساتھ لے جانے کا حکم فرمایا ان لوگوں نے قبول کرلیا۔ (جامع کرامات اولیاء، ضیائے مدینہ ص ۲۶۶)

امیر حمزہ نے حفاظت فرمائی :

حضرت شیخ محمد مالکی سے روایت ہے کہ میرے والد فرماتے ہیں ایک دن ہم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر قریب ہی رات ٹھہرے۔ خوف کی وجہ سے چوکیداری کرتے تھے۔ میں نے ایک شاہ سوار کو دیکھا اور فرمانے لگے۔ ہمارے قریب اترے ہوا اور خود چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہے ہو۔ تم آرام کرو میں خود

تمہاری حفاظت کر رہا ہوں اور سنو! میں حمزہ بن عبدالمطلب ہوں۔ (جامع کرامات اولیاء)

حضرت عاشق مدینہ فضیلۃ الشیخ ضیاء الدین قطب مدینہ متوفی ۱۴۱۰ھ نے فرمایا کہ جب میں شروع میں مدینہ منورہ حاضر ہوا (یہ بات ....کی ہے) تو ان دنوں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے سات دن تک فاقہ رہا یہاں تک کہ میرے پانی خریدنے کیلئے بھی کوئی پیسہ نہ تھا آخر فاقہ کی شدت سے نڈھال ہو گیا ساتویں دن ایک بارعب چہرے والے بزرگ تشریف لائے ان کے پاس تین مشکیزے تھے ایک مشکیزے میں گھی دوسرے میں شہد تیسرے میں آٹا تھا۔ انہوں نے سامان رکھا اور یہ کہہ کر بازار چلے گئے کہ میں کچھ مزید سامان لے آؤں کچھ دیر بعد وہ چائے کا ڈبہ اور چینی وغیرہ لیکر واپس آئے اور فرمایا یہ سب سامان تمہارے لئے ہے پکاؤ اور کھاؤ۔ یہ کہہ کر واپس باہر چلے گئے۔ میں ان کے بارے کچھ معلوم کرنے کیلئے فوراً دروازے سے باہر آ کر دیکھا تو وہ غائب تھے۔

.....آپ نے مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا میرے خیال میں وہ شاہ دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا جان سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ مدینہ منورہ کی ولائت انہی کے سپرد ہے۔ (ضیائے مدینہ مرتبہ حافظ محمد طاہر صفحہ ۲۶۵)

؎ آئے وہ اور دل میں سما کر چلے گئے
خوابیدہ قوتوں کو جگا کر چلے گئے

سچ ہے۔

؎ کون کہتا ہے اولیاء مر گئے
وہ فانی چھوڑ کر اصلی گھر گئے

☆☆☆☆☆☆☆

معطر معطر کرامات

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کی قبر جب کھولی گئی

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ ولدیہ ولاحبابہ عرض کرتا ہے کہ رحمت عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین کو یہ انعام ملا جس کا تذکرہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء کے اخبارات نوائے وقت اور مشرق میں شائع ہوا تھا وہ یہ ہے کہ حکومت سعودیہ نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کا پروگرام بنایا اور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کے جسد مبارک کو بمع چھ دیگر حضرات کے والد گرامی حضرت عبداللہ کا جسم مبارک بالکل صحیح وسالم تھا۔ (عرصہ ۱۴۰۰ سال گزرے کے بعد بھی) کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوا تھا

عینی گواہی :

"فقیر مدینہ منورہ حاضر ہوا وہاں مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۴ء کو ٹھیکیدار عبداللطیف سے ملاقات ہوئی اس نے بتایا کہ جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جسد مبارک جنت البقیع میں منتقل کیا گیا تو ہم نے بھی زیارت کی تھی کچھ فاصلہ سے دیکھا کہ کفن تک بھی بے داغ تھا اور ایسی فضا مہکی کہ بیان نہیں ہو سکتی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَبَابِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْن "۔ (البرہان از علامہ مفتی ابو سعید محمد امین صاحب فیصل آبادی)

راقم الحروف فقیر ابو سعید محمد سرور عفی عنہ عرض کرتا ہے ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵ کو جب حاضری مدینہ شریف سے مشرف ہوا تو سعودی قرآن کمپنی کے ملازم خلیل الرحمٰن نے بتایا کہ والد گرامی کا مزار جب کھولا گیا تو جسم بالکل صحیح سالم تھا یہ مشہور ہے مگر اس بات کو

حکومت نے کسی خاص وجہ سے صیغہ راز میں رکھ دیا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ)

کستوری کی خوشبو :

قبروں کی کھدائی کے وقت کستوری کی خوشبو مہک رہی تھی۔ (جامع کرامات اولیاء، شرح صدور ص ۳۰۹)

قبر کی مٹی کستوری :

کسی آدمی نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی میں مٹی لے لی اور اپنے ساتھ لے گیا کچھ دیر بعد دیکھا تو وہ کستوری تھی خوشبو آ رہی تھی۔ (جامع کرامات اولیاء بحوالہ ابن سعد، کرامات صحابہ از علامہ عبدالمصطفٰے، جمال الاولیاء/ حیاۃ الصحابہ ص ۶۷۷ ج ۳ از محمد یوسف دیوبندی)

حضرت عبداللہ بن زبیر:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب حجاج نے سولی پر لٹکا دیا تو کئی روز تک آپ کے جسم سے اٹھنے والے خوشبوؤں سے مکہ شریف کے بازار مہک گئے جس سے اہل شام حجاجی لوگوں کو غصہ آتا تھا۔ (جامع کرامات اولیاء۔ جمال الاولیاء ص ۵۸)

صحرا خوشبو سے بھر گیا! حضرت عبیدہ بن الحارث :۔

آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کی خوشبو سے تمام میدان بھرا رہتا تھا ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ یہ صحرا خوشبوؤں سے مہک رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میدان میں ابو معاویہ عبیدہ کی قبر کے موجود ہوتے تمہیں تعجب کیوں ہو رہا ہے۔ کہ یہاں مشک مہک رہی ہے۔ (کرامات صحابہ از علامہ عبدالمصطفٰے)

ان کے دشمن پہ لعنت خدا کی :

علامہ سخاوی نے لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی زیارت کیلئے ایک آدمی آیا اس نے قبر کے قریب بیٹھے ہوئے آدمی سے قبر کے متعلق سوال کیا اس نے پاؤں کے اشارے سے قبر کا پتہ بتادیا اسی جگہ وہ موذی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ (العیاذ باللہ)(جامع کرامات اولیاء)

یہی ہے میری قبر : حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے دمشق میں حضرت سعد بن عبادہ کی قبر انور پر حاضری دی اور خیال آیا کہ کیا یہ قبر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہے یا کہ نہیں؟ پھر نیم نیند کی حالت تھی کہ دیکھا قبر شریف سے ایک لمبے قد والا آدمی نکلا اور فرمایا میں سعد ہوں اس کے بعد میں نے یقین کرلیا یہ انہی کی قبر ہے وہاں قرآن خوانی اور دعا کے بعد واپس آ گیا۔ (جامع کرامات اولیاء۔ جمال الاولیاء ص ۴۴)

؎ کیا تماشا ہے کہ مردہ لوگ کہتے ہیں ہمیں
بند آنکھیں کر کے جاتے ہیں ظہیری سوئے دوست

تائید مخالف : کراماتِ اہل حدیث کے صفحہ ۱۹ پر وہابیوں کے معتبر مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے (حالت بیداری میں قبر سے ہاتھ نکال کر) قاضی کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ قاضی سلیمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔ راوی کہتا ہے قاضی صاحب نے فرمایا یہ واقعہ بیداری کا ہے۔ (کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹ پر ایک اور صاحب قبر کا واقعہ بھی اس سے ملتا جلتا لکھا ہے۔

؎ اپنے ہی من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
اگر میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

صاحب قبر کا سورۃ الملک پڑھنا :

عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم خباء علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فا ذا فیہ انسان یقرا سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمھا فاتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھی المانعۃ ھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب اللّٰہ ۔ (مشکوۃ ص ۱۸۷ شرح صدور ص ۷۹، جامع کرامات اولیاء، کرامات صحابہ اشرف علی تھانوی)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ایک صحابی نے کسی قبر پر (لاعلمی) میں خیمہ لگا دیا پھر انہوں نے سنا کہ کوئی انسان سورۃ الملک پڑھ رہے ہیں مکمل سورۃ سن کر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ (توج نے کہا) یہ عذاب سے نجات دلانے والی اور عذاب کو روکنے والی ہے۔ علامہ سیوطی ابو القاسم سعدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مہر تصدیق ثبت کردی قبر والا قبر میں قرآن پڑھتا ہے۔

حضرت حارثہ بن نعمان کی تلاوت قرآن :

حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے عالم رویاء میں جنت کی سیر کی تو ایک قاری کو قرآن پڑھتے سنا تو ہمیں فرمایا گیا کہ یہ قاری قرآن حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کذلک البر اور یہ اپنی ماں کے پیٹ ہی میں نیک تھے۔ (شرح صدور ص ۸۰ بحوالہ نسائی، حاکم و بیہقی)

حضرت ابن عباس کا انتقال :

جب حضرت ابن عباس کا انتقال ہوا تو جب آپ دفن کئے گئے تو مندرجہ ذیل آیت تلاوت کرنے کی آواز سنی گئی۔ یَاۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۔(سورۃ الفجر آخری آیات)(شرح صدور)

ابن عمرو کی تلاوت :

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا کچھ مال جنگل میں تھا چنانچہ میں وہاں گیا اتفاقاً وہیں رات ہوگئی تو میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہما کی قبر کے پاس لیٹ گیا تو میں نے بے نظیر آواز میں تلاوت قرآن سنی پھر میں نے یہ واقعہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ تلاوت کی آواز عبداللہ کی تلاوت کی ہی تھی۔(شرح صدور ص ۷۹، کتاب الروح ص ۱۴۰/ جامع کرامات اولیاء/ خصائص الکبریٰ)

حضرت ثابت بنانی کا قبر میں نماز، قرآن پڑھنا :

ابن سعد نے طبقات میں ابن ابی شیبہ نے مصنف میں امام احمد نے زہد میں اور ابونعیم نے لکھا ہے حضرت ثابت بنانی نے قبر میں نماز پڑھنے کی دعا کی تھی وہ قبول ہوئی اور دیکھا گیا کہ وہ قبر میں دفن کے فوراً بعد جبکہ ایک اینٹ گر گئی تو وہ لحد میں نماز پڑھ رہے تھے ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور ابونعیم نے کہا حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے قرآن خوانی کی آواز سنی گئی۔(شرح صدور ص ۷۹)

جب قرآن کا کچھ حصہ رہ جائے :

جب کسی ایسے مومن کا انتقال اس حالت میں ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم

حاصل کر رہا تھا کہ ابھی قرآن عزیز کا کچھ حصہ پڑھنے والا باقی تھا تو اللہ تعالیٰ فرشتے مقرر کر دیتا ہے کہ وہ اسے بقیہ قرآن کریم پڑھائے تاکہ وہ قیامت کے دن مع اپنے اہل وعیال کے اٹھے۔(شرح صدور ص ۸۰)

ایک متقی گورکن: کا بیان ہے میں ایک قبر بنا رہا تھا کہ ساتھ والی قبر کھل گئی میں نے دیکھا کہ قبر والا ایک حسین نوجوان اپنی جھولی میں قرآن رکھ کر تلاوت کر رہا تھا مجھے دیکھ کر کہا کہ کیا قیامت آگئی ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ پھر یہ جو سوراخ نکل آیا ہے بند کر دو۔(شرح صدور ص ۸۰)

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

امام احمد بن حنبل قرآن سن رہے ہیں:

قارئین کرام اب تک آپ نے صاحب قبور حضرات کی تلاوت قرآن عزیز کے روح پرور حوالہ جات پڑھے۔ اب قبر میں تلاوت قرآن کریم سماعت کرنے کا بھی حوالہ پڑھ لیجئے۔

"ملت اسلامیہ کے عظیم مفسر ومحدث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن عساکر نے محمد بن خزیمہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا جب امام احمد بن حنبل کا انتقال ہوا تو میں بہت غمگین ہوا ایک رات ان کو خواب میں دیکھا تو وہ بڑے خوش انداز میں چل پھر رہے تھے۔ میں نے عرض کی کہ اے ابوعبداللہ احمد یہ کیسی چال ہے تو انہوں نے فرمایا یہ اہل جنت کی چال ہے۔" حضرت سیوطی ابن عساکر کی تاریخ دمشق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت مرحوم امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ خدا نے مجھے فرمایا کہ اے احمد تو میرے کلام کی خاطر کوڑے کھائے صبر کیا اور یہی کہتا رہا کہ میرے رب کا نازل کردہ کلام

مخلوق نہیں۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اس کے بدلے میں قیامت تک (احمد بن حنبل) تجھ کو اپنا کلام سناتا رہا ہوں گا (خواب دیکھنے والے امام مرحوم نے فرمایا) اب تو میں مسلسل اپنے رب کا کلام سنتا ہوں۔ (شرح صدور صفحہ ۲۷۵)

؎ کون کہتا ہے اولیاء مر گئے
وہ فانی چھوڑ کر اصلی گھر گئے

مخالفین کے مفسر شوکانی لکھتے ہیں :

ہمارے تمام متکلمین و محققین نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے بعد زندہ ہیں اسکی تائید کی جاتی ہے کہ جو ثابت ہے حیات شہیدوں کی قبر میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اہل قبور زندوں میں سب سے اعلیٰ ہیں کہ جبکہ یہ ثابت ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ حی بعد وفاته حی .. حی فی قبره۔ (نیل الاوطار ص ۱۰۱/ ج ۵ از۔ علامہ محمد بن علی شوکانی امام الوہابیہ)

یہ حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہوگا

اب تمام واقعات کے بعد محدث سیوطی کا فیصلہ پڑھئے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ ابو قاسم سعدی نے کہا اس حدیث کے سورت ملک والی کے حوالہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ قبر میں پڑھنا نیز کمال الدین نے اپنی کتاب " العمل المقبول فی زیارۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم " میں لکھا ہے کہ احادیث سے اولیاء اللہ کا قبروں میں تلاوت قرآن اور نماز پڑھنا ثابت ہے تو جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا کیا مقام ہوگا۔ سچ فرمایا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے ﷺ

حافظ زین الدین نے اپنی کتاب " اھل القبول " میں لکھا ہے کہ بعض نیک بندوں کو قبروں میں اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے۔ (شرح صدور ص ۷۹)

اہل قبور کی ملاقاتیں..... حضرت کعب کی وصیت :

جب کعب بن مالک کی وفات قریب آئی ام بشیر بنت البراء ان کے پاس گئیں اور عرض کی کہ اے ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اگر تم فلاں اہل قبور سے ملو تو انہیں میرا اسلام کہنا۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۴ ج ۱) معلوم ہوا اہل قبور کی ارواح کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے۔ (شرح صدور ص ۳۸)

حضرت جابر کو پیغام سلام :

حضرت محمد بن منکدر فرماتے ہیں میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کے پاس گیا اور میں نے عرض کی اے جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت میرا اسلام عرض کرنا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۰۴ ج ۱، شرح صدور ص ۳۸)

حضرت سلیمان فارسی کا عقیدہ : راوی سعید بن میسب فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام سے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے وفات پا گئے تو مجھے خبر دینا کی وہاں برزخ میں کیا معاملہ پیش آیا۔ ابن سلام نے عرض کیا کہ کیا ملاقات ہو سکتی ہے تو حضرت سلمان فارسی نے فرمایا ہاں کیوں نہیں مومنوں کی روحیں عالم برزخ میں ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جاتی ہے۔ (کتاب الذہد لا بن المبارک بحوالہ آپ زندہ ہیں واللہ، کتاب الروح ابن قیم ص ۳۳ ص ۲۵۲)

؎ مرنے والے جاتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

اچھا کفن دو :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ وہ قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں ۔ (یعنی صاف ستھرا پاک نہ کہ بہت زیادہ قیمتی) (شرح صدور ص ۸۰)

قبر والا کفن کی وجہ سے شرم محسوس کرتا ہے :

راشد بن سعد روایت کرتا ہے کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی ۔ اس نے خواب میں بہت سی عورتیں دیکھیں لیکن اپنی بیوی نظر نہ آئی تو سوال کرنے پر جواب ملا کہ تو نے اس کے کفن میں کمی کی تھی اس لئے وہ آنے میں شرم محسوس کرتی ہے وہ شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب کسی ثقہ آدمی کے انتقال کا خیال رکھنا اتفاقاً ایک انصاری صحابی کے وفات کا وقت قریب آ گیا اس آدمی نے اس انصاری سے کہا میں اپنی بیوی کا کفن بھیجنا چاہتا ہوں ۔ انصاری نے کہا اگر مردہ دوسرے مردے کو پہچان سکتا ہے تو میں بھی (تیری یہ امانت) پہنچا دوں گا ۔ چنانچہ دو کپڑے انصاری کے کفن میں رکھ دیئے ۔ اب جو رات کو خواب میں دیکھا کہ وہ عورت (کفن دینے والے کی بیوی) وہ کپڑے پہنے کھڑی ہے ۔ (شرح صدور ص ۸۰)

سیدنا امام حسن و حسین کا عقیدہ :

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ بھائی حسن رضی اللہ عنہ آخری وقت کچھ غمگین ہیں تو عرض کی اے بھائی جان آپ کیوں پریشان ہیں آپ تو نانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابا جان نانی جان والدہ ماموں چچا صاحبان کو ملنے جا رہے ہیں
(تاریخ الخلفاء ص ۱۹۳ کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

ع حقیقت میں کبھی وہ ہم سے جدا ہوتے نہیں

ابن مسعود کا عقیدہ :

حضرت ابن مسعود قبر پر اس طرح دعا کرتے تھے ۔ "یا اللہ اس کی قبر کو روشن فرما اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دے" ۔ "والحقه بنبيه" (جلاء الافہام ص ۲۲۱) معلوم ہوا ۔ قبر والے کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ملاقات نصیب ہوتی ہے ۔

جب حضرت قاسم بن سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی نے فرمایا کہ جب صاحبزادہ رضی اللہ عنہ بچپن میں انتقال فرما گئے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری رہتی تو وہ زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے (ابن ماجہ) حضرت حسین بن علی فرماتے ہیں جب جناب قاسم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاسم کا دودھ بہت اتر آیا ہے (انتہائی محبت و قاسم کی جدائی کی وجہ سے عرض کی) اگر قاسم رضاعت تک زندہ رہتے تو بہت اچھا ہوتا ۔ حضور نے فرمایا اس کی رضاعت جنت میں پوری ہو گی (پریشان نہ ہو وہ جنت میں دودھ پی رہا ہے) حضرت خدیجہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس بات کو ظاہراً جانتی دیکھ لیتی تو مجھ پر یہ کام غم آسان ہو جاتا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر دوں اور تم اس بیٹے کی آواز سن لو (یعنی تجھے ابھی جنت میں دودھ پینے کی بولنے کی آواز سنا دو) اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی نہیں (صحیح ہے مجھے کوئی شک و غم نہیں ہے) بلکہ اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں ۔ ان شئت دعوت اللہ فاسمعک صوته قالت یا رسول اللہ بل

صدق اللّٰہ ورسولہ ۔ (ابن ماجہ ص۱۰۹ ج۱)

جلیل القدر مجاہدِ اسلام حضرت خالد بن ولید کا افواج اسلام کیلئے پیغام

مجلس فکرونظر پاکستان نے ملک شام کا سفر کیا حمص میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (جہاں آپ کا مزار ہے) ایک بزرگ کو خواب میں پاکستانی مسلمانوں کیلئے ہدایت فرمائی کہ وہ ملک کو خطرات سے بچانے کیلئے اکٹھے دن تک سورۃ الفتح (پ۲۶) اور سورۃ احزاب (پ۲۱) کی تلاوت کریں اور ان سورتوں کو سمجھیں اور سمجھائیں ۔ انہوں نے پاکستان کی مسلح افواج کیلئے تاکید فرمائی کہ وہ بھی مذکورہ عمل کریں اور ساتھ ساتھ " یَا اَللّٰہُ ۔ یَا تَوَّابُ یَا اَللّٰہُ غَالِب " کا وظیفہ کریں ۔ (مجلس فکرونظر پاکستان نوائے وقت ۲۲ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ ۶ فروری ۲۰۰۲ء بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ جلد ۴۴/ شمارہ ۳۔ ص۱۳)

حضرت خالد بن ولید کے عظیم فاتح بننے کا راز :

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال میرے پاس تھے میں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا تھا۔ ان بالوں کی برکت تھی کہ عمر بھر ہر جہاد میں فتح ونصرت حاصل ہوتی رہی۔ (اصابہ شفا شریف۔ فتوح الشام)

جنگ یرموک میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت دکھاتے ہوئے لشکر کفار کی طرف بڑھے، ادھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا، دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد اس کے سر پر آ گئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی۔ نسطور موقع پا کر آپ کی پشت پر آ گیا۔ اس وقت حضرت خالد نے پکار پکار کر اپنے رفقاء سے فرما رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دے دو، خدا تم پر رحم

کرے۔ ایک شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپ کو دے دی۔ آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا، لوگوں نے اس واقعے کے بعد آپ سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا حرکت کی کہ دشمن تو پشت پر آ پہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے جو شاید دو چار آنے کی ہوگی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناصیہ مبارک کے بال ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں، ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتحیاب ہوتا ہوں۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور کافر کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ (فتوح الشام واقدی/ شفاء شریف ص۴۴ ج۲)

ایک غیر مقلد کے الفاظ......

خالد بن ولید کی ٹوپی میں آپ کے بالوں کی برکت :

جب جنگ یرموک ہوئی تو حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی مبارک گم ہو گئی تو گھبرا گئے سب ساتھیوں سے کہنے لگے کہ میری ٹوپی تلاش کرو، کافی دیر تلاش کرنے کے بعد وہ مل گئی ساتھیوں نے جب ٹوپی دیکھی تو پرانی سی نظر آئی۔ انہوں نے حضرت خالد سے پوچھا کہ جناب اس پرانی سی ٹوپی کے گم ہونے پر آپ اتنے کیوں گھبرا گئے تو حضرت خالد نے جواب دیا۔

اعتمر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فحلق راسہ فابتدر الناس جوانب شعرہ فسبقتھم الی ناصیتہ فجعلتھا فی ھذہ القلنسوۃ فلم اشھد قتالا فھی معی الا رزقت النصرۃ۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت کروائی سر کے بال منڈائے لوگوں نے بھی

آپ کے بال بطور برکت پکڑے میں نے جلدی سے آپ کے بال لئے اور انہیں اس ٹوپی میں سلا دیا۔اب ہر لڑائی میں اس کو پہن لیتا ہوں ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہر لڑائی میں فتح نصیب کرتا ہے۔(مجمع الزوائد ص ۳۴۹، دلائل النبوۃ، بیہقی ج ۶ ص ۲۴۹)(خطبات چیمہ ص ۶۹ جلد ۱۔ از مولوی محمد نواز چیمہ غیر مقلد وہابی نجدی)

پاؤں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہادی نعرہ یا رسول اللہ تھا :

جب مسلیمہ کذاب سے جنگ ہو رہی تھی اس وقت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی اسلامی فوج کا امتیازی نشان مقرر کرتے ہوئے آواز دی "نادیٰ خالد بن الولید بشعار المسلمین یا محمداہ" (فتوح الشام ص ۱۶۰ ج ۱ البدایہ ابن کثیر ص ۳۲۴، تاریخ ابن اثیر جلد دوم عربی ص ۲۴۳)

حضرت عبیدہ بن الجراح : کی قیادت میں جو اسلامی لشکر حلب میں لڑ رہا تھا اس نے بھی یہی نعرہ لگایا تھا۔ یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل ۔(فتوح الشام جلد اول)

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
(امام احمد رضا علیہ الرحمۃ)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء :

ایک شخص نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنگ ستمبر

۱۹۶۵ء میں مجاہدین میں اسلحہ تقسیم کر رہے ہیں۔(روزنامہ کوہستان لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۶۵ء بحوالہ نیر واسطی)

حضرت بلال کے مزار سے اعلان جنگ کی صدا :

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کے مجاور نے فرمایا کہ جن دنوں پاکستان پر حملہ ہوا گنبد کے اندر سے حی علی الجہاد کی آواز سنائی دے رہی تھیں۔(ہفت روزہ قومی دلیر ۱۹۶۵ء)

بدر کے سپاہی۔جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء :

میدان بدر میں مجھے ایک بدو نے سوال کیا کہ تم پاکستانی ہو۔میں نے کہا ہاں اس نے فرمایا کیا ابھی تمہیں فتح نہیں ہوئی؟ میں نے کہا ابھی پوری فتح نہیں ہوئی اس پر اس پر جلال لہجہ میں فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔کہ بدر کے سپاہی یہاں سے اٹھ کر تمہاری مدد کیلئے پاکستان جائیں اور فتح نہ ہو۔واپسی پر جب میں پاکستان آیا۔یہ بشارت حرف بحرف صحیح تھی۔اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاشبہ مدد حاصل ہوئی اور بزرگان ملت کی تائید غیبی کو بہت بڑا دخل ہے۔(ہفت روزہ "قومی دلیر" ۸۔نومبر نیر واسطی)

حضرت امام حسن وامام حسین کا تشریف لانا :

ایک نہایت معتبر شخص نے بیان کیا ۵ ستمبر کو ایک شخص نے ایبٹ آباد میں دو جوانوں اور ایک معمر ہستی کو گھوڑے پر گزرتے دیکھا تو ان کو رکنے کا عرض کیا وہ رک گئے ....پھر عرض کی آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں فرمایا میں علی ہوں سیالکوٹ پر ہندوستان حملہ کرنے والا ہے میں وہاں جا رہا ہوں میں نے عرض کیا پہلے گزرنے والے جوان کون تھے؟ فرمایا وہ حسن و حسین تھے ۔۔۔اس واقعہ کا بعض لوگوں نے مذاق اڑایا

اور بالآخر ۷۔ستمبر کو سیالکوٹ پر بھارت جیسے نابکار دشمن نے حملہ کر دیا۔

علامہ عبدالغفور مدنی کو حضرت علی کی زیارت :

اسی طرح کا ایک واقعہ علامہ عبدالغفور مہاجر مدنی نے بیان کیا کہ ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خواب میں زیارت کی میں نے عرض کی آپ نجف اشرف سے کیسے تشریف لے آئے (مدینہ منورہ میں) آپ نے فرمایا پاکستان پر کفار حملہ آور ہیں۔ اس لئے وہاں جہاد میں شرکت کیلئے جا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگوں میں مدد فرماتے ہیں :

مدینہ شریف سے سجادہ نشین درگاہ تونسہ شریف حضرت خواجہ خان محمد صاحب کو ایک عقیدت مند نے خط لکھا کہ وہ حرم پاک کے ایک غلام دستگیر نامی بزرگ نے خواب میں دیکھا ہے کہ روضہ مبارکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر سے پانچ افراد فوجی لباس میں ملبوس تھے۔ برآمد ہوئے اور باب السلام سے نکل کر اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ ان پر لاتعداد پرندے سایہ کئے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی آپ حضرات کہاں جا رہے ہو تو انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کی مدد کیلئے جا رہے ہیں (صاحب خواب بزرگ حرم نبوی کے خادم ہیں قندھار افغانستان کے رہنے والے ہیں) یہ خواب ۱۲۔ستمبر کی رات کو مسجد نبوی میں دیکھا تھا۔ (روزنامہ مشرق لاہور اکتوبر ۶۵ء ہفت روزہ قومی دلیر گوجرانوالہ ۸۔نومبر ۶۵ء بحوالہ حکیم نیر واسطی صاحب سیاح ممالک اسلامیہ) اس سے ملتا جلتا خواب کا ایک مکتوب نور محمد بٹ کراچی کے نام بھی مدینہ شریف سے آیا تھا۔ (روزنامہ امروز لاہور اکتوبر ۱۹۶۵ء)

بشکریہ : راقم الحروف نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حوالہ حمص وغیرہ تا

مذکورہ روضہ اقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جنگ ستمبر کے تمام حوالہ جات کو بشکریہ مجاہد ملت پیر طریقت مرشدی حضرت الحاج علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی گوجرانوالہ کے افادات جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں روحانی واقعات (اشتہار) سے نقل کئے ہیں بلکہ یہ تمام اوراق آپ ہی کی دعاؤں و فیضان نظر سے لکھے جا رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لاتے ہیں اور مجاہدین کی مدد فرماتے ہیں

رومیوں کی جنگ کے دوسرے دن نماز فجر کے بعد اسلامی لشکر کیمپ سے نکل کر میدان میں آیا تو رومی لشکر پہلے سے میدان میں موجود تھا اور اسلامی لشکر کا منتظر تھا۔ اسلامی لشکر میدان میں آیا کہ فوراً رومی لشکر نے حملہ شروع کر دیا اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت دامس کی غیر موجودگی کے رنج کی وجہ سے تمام مجاہدین ملول تھے لیکن صبر و استقلال کے ساتھ ثابت قدمی سے رومی حملہ کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے لڑتے تھے۔ اچانک رومی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور رومی سپاہی ادھر ادھر ہٹ کر منتشر ہونے لگے۔ وجہ یہ ہوئی تھی کہ حضرت دامس اور ان کے ساتھی قید سے نکل کر رومی لشکر کے پیچھے سے آ کر تکبیر و تہلیل کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اور رومی سپاہیوں کے سروں کو قلم کرتے ہوئے اسلامی لشکر کی طرف آگے بڑھ رہے تھے اور رومی سپاہی اپنی جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ حالانکہ حضرت دامس اور ان کے ساتھی کل ملا کر صرف گیارہ آدمی تھے لیکن اللہ کی قدرت سے ان کی تعداد رومیوں کو بہت زیادہ نظر آتی تھی۔ گیارہ کے بجائے گیارہ ہزار تلواریں چلتی ہوں اس طرح رومی سپاہی مقتول اور

زخمی ہو رہے تھے۔ حضرت عطیہ بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسلامی لشکر سے دیکھا کہ ایک گروہ رومی لشکر کے پیچھے سے آگے بڑھ رہا ہے اور رومی سپاہیوں کو مارتا اور کاٹتا ہوا آگے بڑھ کر ہماری طرف آرہا ہے۔ میں نے گمان کیا کہ شاید ہماری مدد کیلئے اسلامی لشکر کی کمک آگئی ہے یا پھر جنگ احد اور جنگ بدر کی طرح آسمان سے فرشتے نازل ہو رہے ہیں۔ لہٰذا میں نے اپنا گھوڑا اس طرف موڑا اور قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت دامس اور ان کے ساتھی رومی بھیڑیوں پر مثل شیر حملہ آور ہیں اور رومیوں کی صفیں اُلٹ پلٹ کر رہے ہیں۔ حضرت عطیہ بن ثابت نے مزید بیان کیا کہ میں نے حضرت دامس ابوالہلول کو صحیح وسالم دیکھا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور میں ان کے قریب گیا اور پکار کر کہا اے دامس ! تم کہاں تھے۔ سردار میسرہ بن مسروق اور تمام مسلمان تمہارے فراق میں سخت غمگین ہیں۔ حضرت دامس ابوالہلول نے ان کو جواب دیتے ہوئے جو کہا وہ امام ارباب سیر حضرت علامہ محمد بن عمر واقدی قدس سرہ سے سماعت فرمائیں۔

"پس کہا انہوں نے کہ اے بھائی نہیں تھا میں مگر سخت لڑائی میں اور گرفتار ہو گیا اور ناامید ہو گیا تھا میں اپنی جان سے یہاں تک کہ چھڑایا مجھ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یہ وقت پوچھنے کا نہیں ہے۔" (فتوح الشام از علامہ واقدی ص ۳۸۶)

ناظرین کرام ! حضرت دامس ابوالہلول کے جملہ "یہاں تک چھڑایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے" پر توجہ فرمائیں۔ ان کا صرف عقیدہ ہی نہیں بلکہ عین مشاہدہ اور تجربہ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قید سے چھڑایا ہے۔ حضرت

دامس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح قید سے نکالا اس کی تفصیل چند سطور کے بعد مطالعہ فرمائیں۔

حضرت عطیہ بن ثابت نے فوراً اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور حضرت میسرہ بن مسروق کی جانب گھوڑا دوڑایا اور ان کے قریب جا کر پکار کر کہا کہ اے سردار ! رحمت کرے تم پر اللہ ! آئی ہے ہمارے لئے مدد اللہ کی جانب سے ! خوشخبری ہو تم کو کہ ہمارے ساتھیوں کی کمک آپہنچی ہے۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے فرمایا کیا خوشخبری ہے۔ جلدی بیان کرو۔ حضرت عطیہ بن ثابت نے کہا کہ ہمارے آقا و مولیٰ، رسول مقبول نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مدد اور یاری آئی ہے۔ اور حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھی قید سے رہائی پا کر میدان میں آپہنچے ہیں۔ اور رومی سپاہیوں کو واصل جہنم کر رہے ہیں۔ حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کی رہائی کی خبر سن کر حضرت میسرہ بن مسروق کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا اور اسلامی لشکر کے مجاہدوں میں خوشی کی لہر پھیل گئی اور مجاہدوں میں ایک نیا جوش پیدا ہو گیا۔ مجاہدوں نے رومیوں سے ایسا سخت قتال کیا کہ رومیوں کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے ایسی سخت شمشیر زنی کی کہ ان کے ہاتھ میں جو نشان (علم) تھا وہ خون کے چھینٹوں سے سرخ ہو گیا تھا اور حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کا حال یہ تھا کہ رومیوں کی گردنیں کٹنے کی وجہ سے خون کے جو فوارے اڑ رہے تھے۔ وہ خون ان کے بدن پر اتنا پڑا تھا کہ ان کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ گویا وہ خون کے تالاب میں غوطہ لگا کر باہر نکلے ہیں۔ المختصر ! اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے رومیوں کے چھکے چھڑا دیئے اور اس دن رومی لشکر کے تین ہزار سپاہی مقتول ہوئے تھے۔ غروب آفتاب کے وقت جنگ

موقوف ہوئی اور دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں واپس لوٹے۔ حضرت دامس ابوالہلول اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جب اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آرہے تھے تب ان کو آتا دیکھ کر سردار میسرہ بن مسروق ان کا استقبال کرنے آگے بڑھے اور جب ان کے قریب پہنچے تو حضرت میسرہ بن مسروق نے گھوڑے سے اتر کر پاپیادہ ہونے کا قصد کیا تاکہ حضرت ابوالہلول دامس کی تعظیم کریں لیکن حضرت دامس نے ان کو قسم دے کر ایسا کرنے سے باز رکھا پھر حضرت میسرہ بن مسروق نے حضرت دامس ابوالہلول کو سلام کر کے معانقہ کیا اور ان کی رہائی کی کیفیت پوچھی۔ حضرت دامس ابوالہلول نے قید سے رہائی حاصل کرنے کی جو کیفیت بیان کی اس کو ہم امام اجل علامہ واقدی قدس سرہ کی کتاب سے لفظ بلفظ نقل کرتے ہیں۔

"دامس نے کہا کہ اے سردار! جانو تم اس امر کو کہ رومیوں نے مجھ کو گرفتار کیا تھا اور درے لگائے تھے ہم کو بیڑیوں میں اور ایسا ہی کیا تھا انہوں نے میرے ہمراہیوں کے ساتھ اور ناامید ہو گئے تھے ہم اپنی جانوں سے۔ پس چھپایا جب رات نے سو گیا میں۔ پس دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور گویا آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ لا باس علیک دامس واعلم ان منزلتی عند اللہ عظیما۔ (نہیں سختی ہے تجھ پر اے دامس اور جان لو کہ میرا مرتبہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے) پھر کھینچا آپ نے اپنے بزرگ ہاتھ سے بیڑیوں کو۔ پس کھل گئیں وہ اور طاقوں کو پس دور ہو گئے وہ اور ایسا ہی کیا آپ نے میرے ہمراہیو کے ساتھ اور فرمایا۔ ابشروا بنصر اللہ فانا محمد رسول اللہ (خوش رہو تم ساتھ مدد دینی اللہ کے، پس میں محمد رسول ہوں صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم) پھر پوشیدہ ہو گئے آپ ہم سے۔ پس لیا ہم نے اپنی تلوار کو اور کھینچ لیا ہم نے ان کو قوم کے بیچ سے اور حملہ کیا ہم نے قوم پر۔ پس مدد دی ہم کو اللہ نے ان پر اور رسول اللہ نے اور یہ حال اور بیان ہمارا ہے۔ پس شور کیا مسلمانوں نے ساتھ تہلیل اور تکبیر کے اور درود بھیجا بشیر اور نذیر پر۔"

ناظرین کرام! فتوح الشام کی مندرجہ بالا عبارت کا پھر ایک مرتبہ بغور مطالعہ فرمائیں گے تو حسب ذیل امور ثابت ہوں گے۔

(۱) حضرت دامس ابوالہلول نے فرمایا کہ مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قید سے رہائی عطا فرمائی اور ان کا یہ جملہ حضرت میسرہ بن مسروق اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام نے سنا اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تہلیل و تکبیر کی صدا بلند کی۔

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دامس سے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرا مرتبہ بڑا ہے۔

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دامس اور ان ساتھیوں کی بیڑیاں اور طوقوں کو کھول دیا اور ان کو قید سے رہا فرما دیا۔

(۴) حضرت دامس نے حضرت میسرہ بن مسروق اور صحابہ کرام کے سامنے اپنی رہائی کی داستان سنانے کے بعد یہ جملہ کہا کہ "مدد دی ہم کو اللہ نے ان پر اور رسول اللہ نے"

لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ عقیدہ، مشاہدہ اور ذاتی تجربہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تصرف اور اختیار عطا فرمایا

ہے کہ آپ جس کی بھی، جہاں کہیں بھی، جس حال میں بھی اور جیسی بھی مدد فرمانا چاہیں فرما سکتے ہیں بلکہ مدد فرمائی ہے۔ جب کوئی مومن ہر طرف سے بلاؤں میں پھنس جاتا ہے اور اس لئے نجات کی کوئی سبیل نہیں ہوتی اور اس کا کوئی ہم دم یاور نہیں ہوتا ایسے عالم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس کی مدد فرماتے ہیں۔ بقول :

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر ، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پر ارماں پھر کر، ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

(از : امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

اور بے شک حضور اقدس اپنے نام لیواؤں کی مدد فرمانے ضرور تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت دامس ابو الہلول اور ان کے ساتھیوں کو جب رومیوں نے قید کر لیا تھا تب بقول حضرت دامس ''اور ناامید ہو گئے تھے ہم اپنی جانوں سے'' یعنی حضرت دامس ابو الہلول رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھی اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے تھے لیکن ایسے ناامیدی کے عالم میں۔۔۔۔۔ بقول۔

لو وہ آیا مرا حامی ، مرا غم خوار امم
آ گئی جاں تن بے جاں میں ، یہ آنا کیا ہے

(از : امام عشق ومحبت ،حضرت رضا بریلوی)

حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دامس ابو الہلول اور ان کے ساتھیوں کی بیڑیاں کھول دیں اور ان کو قید وبند سے نجات عطا فرمائی اور ان کی بیڑیوں کھولتے وقت یہ ارشاد فرمای کہ ''اعلم ان منزلی عند اللہ عظیما'' یعنی جان لے بیشک اللہ کے نزدیک میرا بڑا مرتبہ ہے۔ اور پھر اپنا تعارف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

فانا محمد رسول اللہ یعنی ''میں محمد رسول اللہ ہوں'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدوں کو باور کر رہے ہیں کہ میں وہ محبوب رب العالمین ہوں، جس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ تصرف اور اختیار عطا فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت تمہاری دستگیری اور مشکل کشائی کر کے تم کو قید سے رہائی عطا فرما رہا ہوں۔۔۔۔۔ بقول

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

لیکن افسوس! صد افسوس

کہ دور حاضرہ کے منافقین یہ عقیدہ رائج کرنے کی سعی ناکام کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے کوئی تصرف اور اختیار نہیں دیا وہ اللہ کی شان کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، ان کا مرتبہ بڑے بھائی جیسا ہے وغیرہ وغیرہ۔

(مردان عرب: صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۷ جلد ۲)

جنگ یرموک کی فتح کی بشارت

اب ہم اپنے معزز قارئین کو ''یرموک'' کے میدان میں لے چلتے ہیں۔ جہاں ایک ایسی جنگ عظیم ہوئی ہے کہ جسکی نظیر تاریخ عالم میں نہیں۔ آدھے لاکھ کے اسلامی لشکر کے مقابلے میں ساڑھے دس لاکھ رومی جمع ہوئے تھے۔ اس جنگ کا تذکرہ پڑھتے وقت دل کی دھڑکنیں بڑھ جائیں گے۔ اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ مثلاً جنگ کے پہلے دن جبلہ بن ایہم کے ساٹھ ہزار لشکر کے سامنے حضرت خالد بن ولید صرف ساٹھ آدمی لیکر

لڑنے گئے یعنی ایک ہزار کافر سے صرف ایک مجاہد نے مقابلہ کیا۔ پہلے دن کی جنگ کے اختتام پر صرف دس صحابہ شہید ہوئے تھے۔ جب کہ رومی لشکر کے پانچ ہزار سپاہی مقتول ہوئے تھے۔ اس جنگ میں اسلامی لشکر کو فتح عظیم حاصل ہوئی تھی۔ فتح کی بشارت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں امیر المومنین حضرت فاروق اعظم کو دی اور رومیوں کے مقتولین کی تعداد بھی بتادی۔ (صفحہ ۳۳ جلد ۲)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے متعلق سے اسلامی لشکر کیلئے بہت زیادہ فکر مند تھے۔ کیونکہ ان کو اطلاع ملی تھی کہ یرموک میں عیسائیوں کے لشکر کی تعداد آٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا امیر المومنین اسلامی لشکر کیلئے فکر مند تھے۔ علاوہ ازیں کئی دنوں سے حضرت ابوعبیدہ کی جانب سے کوئی خبر اطلاع نہیں آئی تھی۔ جس دن جنگ یرموک میں رومیوں کو شکست فاش اور اسلامی لشکر کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ اس رات حضرت عمر فاروق نے خواب دیکھا جس کو امام سیر وتواریخ حضرت علامہ واقدی قدس سرہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے۔

"دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شب ہزیمت روم کو خواب کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ مقدس میں ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہیں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا دل مسلمانوں سے متعلق ہے اور نہیں جانتا ہوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا ان کے دشمنوں کے معاملے میں اور میں نے سنا ہے کہ رومی آٹھ لاکھ ہیں۔ پس ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے

عمر! خوش ہو تم کہ تحقیق فتح دی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اور شکست دی ان کے دشمنوں کو۔ اس قدر ان میں سے مارے گئے۔ پھر پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت "تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ"۔ (فتوح الشام از علامہ واقدی ص ۲۷۳)

آیت کا حوالہ : پ ۲۰ ع ۱۲، سورۃ القصص آیت ۸۳

ترجمہ : یہ آخرت کا گھر ہم ان کیلئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔ (کنز الایمان)

صبح کی نماز فجر بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اپنا خواب بیان کیا۔ خواب سن کر تمام بیحد مسرور ہوئے کیونکہ شیطان خواب میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نہیں آسکتا۔ لہٰذا اس خواب کے سچے ہونے کا اعتماد کیا اور یرموک میں لشکر اسلام کی فتح کا یقین کیا۔ چند دن گزرے کہ حضرت حذیفہ بن یمان اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ مال غنیمت اور حضرت ابوعبیدہ کا خط لیکر مدینہ منورہ آئے۔ حضرت حذیفہ نے امیر المومنین کو حضرت ابوعبیدہ کا خط دیا۔ امیر المومنین نے خط کا مضمون لوگوں کو سنایا تو خط کا مضمون حضور اقدس عالم غیب، مطلع علی ما کان وما یکون، رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں ارشاد فرمانے کے عین مطابق تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے سجدہ شکر ادا کیا اور تمام حاضرین نے الحمد للہ اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند کیں۔ (مروان عرب صفحہ ۱۸۵-۱۸۶ جلد ۲)

معزز قارئین کرام کی توجہ درکار ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

عمر فاروق اعظم کو جنگ یرموک میں اسلامی لشکر کو حاصل شدہ فتح کی خوشخبری سنائی اور ساتھ میں رومی لشکر کے مقتول ہونے والے سپاہیوں کی تعداد بھی بتادی اور وہ تعداد حضرت ابوعبیدہ کے خط میں مرقوم تعداد کے مطابق تھی ۔ یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے؟ کہاں میدان یرموک اور کہاں مدینہ منورہ میں رونق افروز گنبد خضراء؟ اس گنبد خضراء میں آرام فرماتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یرموک کی جنگ میں قتل ہونے والے رومی سپاہیوں کی تعداد معلوم کرلی اور حضرت عمر فاروق کو اس تعداد سے آگاہ فرمادیا لیکن افسوس دور حاضر کے منافقین یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں ۔ (معاذ اللہ) پڑھئے حوالہ کیلئے کتاب "براہین قاطعہ" از خلیل احمد انبیٹھوی ومصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ۔ علم غیب کے تعلق سے مفصل بحث نہ کرتے ہوئے صرف اشارہ کردیا ہے۔

حاکم یوقنا کو حضور اقدس نے خواب میں ہی عربی زبان کی تعلیم فرمادی

حاکم یوقنا حضرت عبداللہ جب بھی حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ تب فصیح عربی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ حالانکہ حاکم یوقنا عربی زبان سے بالکل ناواقف تھے۔ جنگ دوران حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ جنگ کے امور کے متعلق جب بھی گفتگو کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی تب مترجم کے واسطے سے ہی گفتگو کی گئی تھی لیکن اچانک ان فصیح اور بلیغ عربی زبان میں گفتگو کرتے دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ کو بہت تعجب ہوا حضرت ابوعبیدہ نے حاکم یوقنا سے فرمایا کہ میری معلومات کے مطابق تم عربی نہیں جانتے ہو لیکن اچانک اس طرح عربی زبان میں گفتگو کرنا کہاں سے حاصل ہوا۔ حاکم یوقنا نے جواب دیا اس کو ہم علامہ واقدی قدس سرہ کی کتاب سے حرف بحرف نقل کرتے ہیں ۔

پس کہا یوقنا نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ آیا تعجب کرتے ہو تم اے سردار اس حال سے ۔ ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا ہاں ۔ یوقنا نے کہا کہ میں شب گذشتہ کو فکر اور اندیشہ کرتا تھا تمہارے کام میں کہ کیوں کر مدد اور غلبہ لے گئے لوگ ہم پر حالانکہ کوئی گروہ ہم سے زیادہ ضعیف ہمارے نزدیک نہ تھا۔ پس جب دل میں ڈالا میں نے تمہارے معاملہ کو تو سو گیا میں ۔ پس دیکھا میں نے ایک شخص کو روشن تر چاند سے ۔ پس پوچھا میں نے کیفیت ان کی پس کہا گیا مجھ سے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ پس گویا میں سوال کرتا ہوں ۔ کہ اگر یہ نبی صادق ہیں تو درخواست کریں اپنے پروردگار سے کہ آگاہ اور تعلیم کردیوے مجھ کو پروردگار ساتھ زبان عربی کے، پس گویا اشارہ فرماتے ہیں وہ میری طرف اور درخواست کی اپنے پروردگار سے اس امر کی ۔ پس بیدار ہو گیا میں اس حال میں کہ زبان عربی میں کلام کرتا تھا ۔ (فتوح الشام از علامہ واقدی ص ۳۴۸/ بحوالہ مردان عرب ص ۲۶۵ ج ۲)

ناظرین کرام! مذکورہ عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ غور سے پڑھیں ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اور اختیار کیسا عظیم ہے کہ اشارہ فرمایا اور حاکم یوقنا عربی زبان میں ماہر ہو گئے ۔ حالانکہ عام انسان حالت بیداری میں بھی ایک اشارہ کر کے کسی کو آن کی آن میں کسی زبان کی مہارت ودیعت نہیں کرسکتا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کونین کا منصب عطا فرما کر کائنات کی تمام چیزیں اور تمام امور ان کے اختیار اور تصرف میں عطا فرمادیئے تھے اور وہ محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو چاہتے تھے ہو کر رہتا تھا ۔ بقول : امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

ایک ضروری امر کی طرف بھی توجہ درکار ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول نے حضرت یوقنا حاکم کی زبانی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف اور اختیار کی یہ بات سماعت فرمائی لیکن انہوں نے حاکم یوقنا کی بات رد نہیں فرمائی بلکہ خوش ہوئے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف اور اختیار کا عقیدہ رکھنا شرک ہوتا تو حضرت ابوعبیدہ فوراً حاکم یوقنا کی بات کا رد فرماتے کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ ثابت ہوا کہ جلیل القدر صحابی رسول حضرت ابوعبیدہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اختیارات اور تصرفات سے نوازا ہے لیکن افسوس! صد افسوس ۔ کہ دور حاضر کے منافقین یہ کہتے ہیں کہ اردو ہمارے مدرسہ سے آئی۔

(حاکم بصرہ روماس کے اسلام قبول کرنے کے بعد)

حاکم روماس کی بیوی کے اسلام قبول کرنے کا عجیب واقعہ

حاکم بصرہ روماس نے حضرت خالد بن ولید سے درخاست کی کہ جب میں اس شہر میں رہنے والا نہیں ۔ لہٰذا آپ میرے ساتھ چند مجاہدوں کو بھیج دو جو مجھ کو میرا مال و اسباب اور اہل وعیال کو میرے گھر سے لانے میں اعانت کریں۔ لہٰذا حضرت خالد بن ولید نے چند اشخاص ان کے ساتھ بھیجے ۔ جب حاکم روماس اپنے گھر گئے تو ان کی زوجہ نے ان سے سخت جھگڑا مول لیا۔ وہ غصہ میں بھری ہوئی ایک شیرنی کی مانند بپھری ہوئی تھی اپنے شوہر سے تیز زبان میں گفتگو کر رہی تھی ۔ حضرت روماس کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں سے اس خاتون نے کہا کہ میرا فیصلہ اسلامی لشکر کے سردار کے پاس ہوگا۔ لہٰذا اسے

حضرت خالد بن ولید کے پاس لایا گیا۔ حضرت روماس کی بیوی کے متعلق لوگوں نے حضرت خالد کو بتایا کہ اس کو اپنے شوہر سے سخت نالش وشکایت ہے اور وہ آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ حضرت خالد نے اجازت دی تو حاکم روماس کی بیوی نے بواسطہ مترجم رومی زبان میں اپنی عرض داشت کہی۔ جس کا علاقہ واقدی نے اپنی تصنیف میں ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ

"اس نے بواسطہ ترجمان کے بیان کیا کہ میرا یہ ہے کہ رات کو میں نے بحالت خواب ایک شخص نہایت خوبصورت کو مثل ماہ شب چاردہ کے دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ شہر اور تمام ملک شام اور عراق اسی گروہ عرب کے ہاتھ سے فتح ہوگیا۔ میں نے ان شخص سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر مجھ کو بجانب اسلام کے دعوت فرمائی اور میں نے اسلام قبول کیا پھر مجھ کو آپ نے دو سورتیں قرآن مجید کی سکھائیں پس خالد بن ولید نے یہ کلام اس کا سن کر تعجب کیا ار بواسطہ ترجمان کے اس سے کہا کہ وہ دو سورتیں پڑھے۔ پس اس نے سورۃ فاتحہ اور قل ھواللہ احد پڑھ کر سنائیں اور خالد بن ولید کے ہاتھ پر اپنے اسلام کو تازہ کیا اور اپنے شوہر روماس سے کہا کہ یا تو میرا دین قبول کر یا مجھ کو چھوڑ دے پس خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ کلام اس کا سن کر ہنسے اور کہا سبحان من وفقھما (پاک ہے وہ ذات جس نے دونوں میں موافقت بخشی) پھر بواسطہ ترجمان کے اس عورت سے کہا کہ تیرا شوہر تجھ سے پہلے مسلمان ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ عورت بہت خوش ہوئی۔"

(فتوح الشام از علامہ واقدی ص ۲۴۲)(مردان عرب صفحہ ۲۵۳ جلد ۱)

قارئین کرام مندرجہ بالا عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ مطالعہ فرمائیں۔ اور اس کے ایک ایک جملہ پر غور فرمائیں۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات عالیہ اور اختیارات تامہ کی وہ شان رفیع ہے کہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی جس کو چاہیں دولت ایمان عطا فرمائیں۔ حاکم بصرہ روناس کی بیوی کو صرف اسلام ہی مشرف فرما کر فیض منقطع نہیں فرمایا بلکہ ایمان کی دولت عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ قران مجید کی دو جلیل القدر الشان سورتوں کی تعلیم بھی فرمائی۔ یہاں تک کہ اسے یاد (حفظ) کروادیں۔ حاکم روماس کی بیوی خواب میں حضور اقدس، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئی اور خواب ہی میں جمال اقدس کا ذکر ان الفاظ میں کیا کہ ”چودھویں رات کے چاند کی مانند نہایت خوبصورت۔“ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل و مثال پیدا فرمایا اور اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں کائنات کو وجود بخشا انہیں کے نور کی خیرات چاند اور سورج کو ملی۔ بقول

ع نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گرد سواری واہ واہ

(از امام احمد رضا محدث بریلوی)

حاکم روماس کی زوجہ کے خواب کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ اس نے قرآن مجید کی سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص تلاوت کر کے سنا دیں۔ بے شک اللہ کے حبیب کی عنایت سے وہ دولت ایمان سے ایسی مشرف ہوئی اور ایمان اس کے دل میں ایسا راسخ ہوا کہ اب وہ یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر بھی میری طرح کفر و شرک کی غلاظت و قباحت سے پاک و صاف ہو جائے۔ اپنے شوہر سے صرف اس لئے جھگڑتی ہے کہ وہ مذہب باطل

سے منحرف ہو کر دین حق کی جانب رجوع کرے لیکن اس کے شوہر کی تقدیر تو پہلے ہی چمک اٹھی تھی۔ حاکم روماس کی بیوی کو جب پتہ چلا کہ میرا شوہر بھی ذمرہ اسلام میں شامل ہو گیا ہے تو اس کے سرور اور مسرت کی انتہا نہ رہی۔ گویا وہ اپنی تقدیر پر ناز کرتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض اتم و اکمل کی شکر گزار تھی۔

ع تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

(از امام احمد رضا محدث بریلوی) (کتاب مردان عرب)

تائید مخالف :

امام الوہابیہ والدیابنہ ابن قیم جوزی وصال کے بعد روح کے افعال کے حوالہ سے لکھا ہے۔۔۔ بہت لوگوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے خواب میں دیکھا کہ ان کی روحوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دے دی پھر اس کا بھرپور مظاہرہ بھی ہوا کہ ٹڈی دل لشکر بہتے کمزور اور تھوڑے سے مسلمانوں سے شکست کھا گئے۔ ”کم قدر ئی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ ابو بکر وعمر فی النوم قد ھزمت ارواحھم عساکر الکفر والظلم فاذا بحیوشھم مغلوبۃ مسکورۃ مع کثرۃ عددھم وعدھم وضعف المؤمنین وقلتھم“ (الروح ص ۱۴۱ عربی طبع بیروت لبنان اردو ترجمہ ص ۱۲۶ ناشر نفیس اکیڈمی بلاسس سٹریٹ کراچی نمبر۱)

معلوم ہوا : محبوبان خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد وصال مدد فرماتے ہیں۔

ع فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

زیارت ابی ہریرہ بحالت بیداری : جب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

نے اول سال کلام مجید حفظ کر کے سنایا تھا نماز تراویح ہو چکی تھی اس عرصہ میں ایک سوار بہت خوب صورت زرہ وغیرہ لگائے برچھا ہاتھ میں لئے تشریف لائے اور (اس سوار نے) کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ جو لوگ وہاں تھے سب نے دوڑ کر ان کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا تقریر ہے اور آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میرا نام ابو ہریرہ ہے۔ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبدالعزیز کا کلام مجید سنیں گے پھر مجھ (ابو ہریرہ) کو ایک کام کے واسطے بھیج دیا اس سبب سے دیر میں آیا یہ بات کہہ کر غائب ہو گئے۔ (کمالات عزیزی مولوی ظہیر الدین سید احمد دیوبندی ص ۲۳)

تاجدار مدینہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مولوی غلام رسول قلعوی کے پاس تشریف لانا

وہابیوں کے ممدوح جن کی کرامات منکرین بڑے فخر و ناز سے بیان کرتے ہیں یعنی مولوی غلام رسول کی سوانح حیات میں لکھا ہے جس کے راوی میاں صاحب کے بڑے بھائی ہیں فرماتے ہیں جب میں نے غلام رسول سے کہا قلعہ کی رہائش چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیے مولوی غلام رسول نے فرمایا بھائی جان آپ کا فرمانا بجا ہے لیکن میں مجبور ہوں کیونکہ ایک دن میں مسجد میں سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے آ کر جگایا اور فرمایا کہ میرے ساتھ چلو تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا جب گاؤں (قلعہ) سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پالکی پڑی ہے حاضر ہو کر میں نے سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا غلام رسول ہم تمہاری مسجد کو جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور پالکی والوں نے پالکی اٹھائی مسجد میں تشریف لا کر اسی پکڑے ہاتھ سے مجھے ممبر پر بٹھایا اور فرمایا، وعظ کیا کرو تم

سے لوگوں کو ہدایت ہو گی تمہاری یہی جائے بود و باش ہے۔ بھائی صاحب فرمائیے، میں تو مامور ہوں (مجھے یہی رہنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت بیداری میں حکم دیا ہے) کیسے اس جگہ کو چھوڑ سکتا ہوں۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول ص ۱۴۱ کرامت نمبر ۵۰/ مصنف مولانا عبدالقادر پسر مولانا غلام رسول)

حضرت ابوایوب کی قبر شفاخانہ :

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مزار پر انوار پر لوگ دور دور سے قسم قسم کے مایوس العلاج مریض حاضری دیتے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰ کرامات صحابہ از علامہ عبدالمصطفیٰ، مراۃ جلد ۸ ترجمہ اکمال، مزار اولیاء سے توسل۔ از علامہ سید شاہ تراب الحق بحوالہ استیعاب جلد ۱) (تفسیر نعیمی زیر آیت ۱۹۵ پ ۲، روح البیان، تفسیر کبیر)

آپ کا مزار قسطنطنیہ (استنبول) کے قلعہ کی فصیل کے قریب ہے۔ لوگ وہاں اگر بارش کی دعا کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔ (استیعاب جلد ۱ اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰ آخر مشکوٰۃ)

دیوبندی کتب سے تائید :

دیوبندیوں نے لکھا ہے جو شخص بیمار ہوتا مولانا محمد یعقوب نانوتوی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کی قبر سے مٹی لیجا کر باندھ لیتا اسے آرام ہو جاتا لوگ اس کثرت سے مٹی لے گئے جب ہی مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم ہو جاتی کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہو کر ایک دن مولانا کی قبر پر جا کر (ان کے بیٹے نے کہا) کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہو گی یاد رکھو اگر کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہو گے۔ لوگ جوتے پہنے تمہارے اوپر سے چلیں گے بس اسی دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔ (ارواح ثلاثہ یعنی

حکایات اولیاء حکایت نمبر ۳۶۵.....از مولوی اشرف علی تھانوی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام مدد فرماتے ہیں :

یہی مذکورہ مولوی تھانوی نے جمال الاولیاء ص ۶۷ پر لکھا ہے شیخ محمد بن احمد فرماتے ہیں سخت قحط کی وجہ سے میں نے سفر کیا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مزار کے قریب پہنچا ہی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی میں نے عرض کیا آپ اہل مصر کیلئے دعا کریں انہوں نے دعا کی اور اللہ نے اہل مصر پر کشائش فرما دی۔ (فتاویٰ حدیثیہ، الحاوی۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابو ایوب نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سر رکھ دیا :

حضرت ابو ایوب انصاری نے قبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چہرہ رکھ کر (مراون کو جواباً فرمایا) مجھ کو معلوم ہے جئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم ات الحجر۔ میں پیارے آقا رسول اللہ کے پاس آیا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ (مسند احمد ص ۴۲۲ ج ۵ مجمع الزوائد ص ۵ ج ۴، وفا الوفاء ص ۱۳۵۰ ج ۴)

حضرت عثمان غنی کی مدد فرمانا :

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آخری دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہاری مدد کروں چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ۔ میں نے عرض کی حاضر خدمت ہونا چاہتا ہوں (پس آپ اسی روز شہید کر دیئے گئے) (الحاوی للفتاویٰ ص ۴۴۸ ج ۲، جمال الاولیاء ص ۶۰ از اشرف علی تھانوی)

حضرت ام حرام کی قبر پر دعا قبول :

جب اسلامی لشکر نے قبرص پر حملہ کیا حضرت ام حرام اپنے شوہر کے ساتھ تھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے ہی یہ غیب کی خبر دی تھی کہ تم اس بحری جہاز میں شریک ہوگی۔ چنانچہ قبرص کی فتح کے بعد سواری سے گر کر وفات پائی آپ کی قبر "صالحہ خاتون کی قبر کے نام" سے مشہور ہے۔ لوگ وہاں جا کر جو بھی دعا کرتے ہیں وہی قبول ہوتی ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۳۰۵ از حافظ ابن کثیر)

امام ابو حنیفہ کی قبر پر امام شافعی :

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کے مزار پر جاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں تو میری دعائے حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ (الخیرات الحسان ص ۶۳، تاریخ بغداد جلد ۱، رد المحتار علامہ شامی)

امام شافعی کی قبر و مصری عوام :

آپ کا مزار مصر میں ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کی برکت حاصل کرتے ہیں۔ (مقدمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

امام احمد بن حنبل کا مزار مرجع الخلائق :

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بغداد میں ہے لوگ اس سے برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

امام بخاری کی قبر :

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دفن کے بعد ان کی قبر سے کافی مدت تک مشک کی خوشبو آتی رہی لوگ دور دور سے آکر قبر کی مٹی کو بطور

دفن سے قبل کلام کرنے والے حضرات :

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جب لحد میں اتارا گیا تو انہوں نے فرمایا
۔۔ محمد رسول اللہ ابو بکر ن الصدیق عمر الشہید عثمان
البر الرحیم ۔ تدفین میں شامل حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔ اس پوری شہادت کو ہم
سب نے سنا پھر وہ خاموش ہو گئے ۔ (الشفاء ص ۲۱۱ ج ۱، الکلام المبین بحوالہ کرامات صحابہ از
مولوی اشرف علی دیوبندی، جامع کرامات اولیاء، از علامہ یوسف نبہانی، اصابہ ص ۱۹۷ ج ۱)

بعد وفات وراثت کی وصیت کرنا :

ابو شیخ ابن حبان نے کتاب الوصایا میں حاکم نے مستدرک میں بیہقی نے دلائل
میں لکھا ہے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے ۔ ان کی ایک زرہ تھی جو
ایک مسلمان نے اٹھالی دوسرے مسلمان کو جو سورہا تھا حضرت ثابت نے اسے خواب میں
زرہ کے بارے میں بتایا کہ فلاں شخص میری زرہ لے گیا ہے اس کا خیمہ میدان کے آخر
میں ہے ۔ خیمہ کے پاس گھوڑا بندھا ہے زرہ پر ہانڈی ہے ہانڈی پر کجاوہ رکھ دیا ہے ۔ تم
حضرت خالد بن ولید کے پاس جاؤ یہ معاملہ بتاؤ کہ میری زرہ حاصل کرلیں ۔ پھر جب
تم (یمامہ سے) مدینۃ المنورہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ تو ان سے کہنا کہ
مجھ پر اتنا قرض ہے اور فلاں حضرات کا قرض ہے ۔ چنانچہ اس شخص نے اس پر عمل کیا واپسی
پر تمام واقعہ حضرت صدیق اکبر سے عرض کردیا۔ آپ نے ان کی وصیت پوری کردی (رضی
اللہ عنہم) (شرح صدور ص ۲۶۵ عربی ۔ البدایہ والنہایہ ص ۱۱۹۵ اردو۔ کرامات صحابہ از علامہ
عبدالمصطفیٰ ۔ کرامات صحابہ ص ۱۹۹ اشرف علی تھانوی دیوبندی دلائل النبوت ۔ جمال الاولیاء ص ۳۲)
معلوم ہوا ۔ حضرات صحابہ، اللہ کے ولی، شہید نہ صرف زندہ ہیں بلکہ وہ دنیا میں ہونے

والے حالات کو بھی بخوبی جانتے ہیں۔

حضرت زید کا واقعہ :

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن خارجہ صحابی
رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے راستہ میں ظہر کے بعد انتقال کیا لوگ اٹھا کر مدینہ شریف
لائے اور ان کی میت پر کمبل اوڑھا دیا گیا۔ جب مغرب کے بعد عورتوں نے رونا شروع
کردیا تو آپ نے آواز دی کہ اے رونے والیو خاموش ہوجاؤ ۔ یہ آواز سن کر لوگوں نے
ان کے چہرہ سے کمبل ہٹایا تو وہ بے حد دردمندی سے نہایت ہی بلند آواز سے کہنے لگے ۔
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ بات
اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے ۔ اتنا کہہ کر کچھ دیر تک بالکل ہی خاموش رہے پھر بلند آواز
سے یہ فرمایا سچ فرمایا ابو بکر صدیق نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں قوی
ہیں ۔ امین ہیں گو بدنی کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے کام میں قوی تھے یہ بات اللہ تعالیٰ کی
پہلی کتابوں میں ہے ۔

اتنا فرمانے کے بعد تھوڑی دیر کیلئے خاموش رہے پھر ان کی زبان پر کلمات جاری
ہوگئے ۔ "سچ ہے سچ کہا درمیان کے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المؤمنین حضرت عمر
بن خطاب نے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والا کی ملامت کو خاطر میں
نہیں لاتے تھے نہ اس کی کوئی پرواہ کرتے تھے اور وہ لوگوں کو اس بات سے روکتے تھے کہ
کوئی قوی کسی کمزور کو نہ دبادے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے ۔"
اس کے بعد پھر وہ خاموش ہوگئے پھر فرمانے لگے سچ کہا سچ کہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ
عنہ نے جو امیر المؤمنین اور مومنوں پر رحم فرمانے والے ہیں دو باتیں گزر گئیں اور چار
باقی ہیں جو یہ ہیں (۱) لوگوں میں اختلاف ہوجائے گا اور ان کیلئے کوئی نظام نہ رہے گا۔

(۲) ان کی پردہ داری ہوجائے گی۔ (۳) قیامت قریب ہوجائے گی۔ بعض آدمی کو بعض کھا جائے گا۔ اسکے بعد پھر خاموش ہو گئے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۷۳ ج ۶۔ جامع کرامات اولیاء، کرامات صحابہ ص ۹۵۔ اشرف علی تھانوی۔ اسد الغابہ ص ج ۲ جمال الاولیاء ص ۲۹)

مزید لکھا ہے کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے بعد میں عرض کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ۔ اور انتقال کر گئے۔ (الشفاء ص ۲۱۲ ج ۱/ البدایہ والنہایہ ص ۱۷۳ ج ۶)/ اسلام اور ولایت بحوالہ التاریخ الکبیر ص ۳۸۳ ج ۳ للامام بخاری)

عشق میں مر مٹے کوئی یہ تو خیال خام ہے
مرنا کس کے عشق میں زندگی دوام ہے

تیسرا واقعہ :

جناب یحیٰ کا بیان ہے کہ سعید نے کہا کہ بنی خطمہ کا آدمی فوت ہو گیا جب اسے کپڑے میں لپیٹ دیا گیا تو پھر جسم میں حرکت آئی پھر اس نے صاف آواز میں کہا "بنی حارث بنی خزرج کے بھائی نے فرمایا ہے۔" (اسناد صحیح ہے۔۔۔۔البدایہ والنہایہ جلد ۶)

(نوٹ) مشہور مؤرخ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ فوت ہونے کے بعد کلام کرنے کے بارے میں ایک جماعت نے صحیح اسانید کے ساتھ روایت کی ہے واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ جلد ۶)

(۱) بلکہ فرمایا چار گزر گئے دو سال باقی ہیں۔ (البدایہ)

(نوٹ): آخر الذکر کتاب "اسلام اور ولایت" ہمارے گوجرانوالہ کے مشہور و معروف مناظر و محقق محترم المقام علامہ ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب کی مایہ ناز تصنیف ہے ۵۴۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب علمی و تحقیقی جواہر پاروں سے اپنی افادیت کا خود ثبوت ہیں۔ آج ہی حاصل کریں۔ گھر بیٹھے ہزاروں سوالات کے جوابات تیار کر لیں۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب اوست
(علامہ اقبال)

چوتھا واقعہ : بنی سلمہ کے ایک شخص نے وفات کے بعد کلام کیا اور کہا محمد رسول۔ ابو بکر صدیق عثمان نرم دل۔۔۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر کے بارے میں بھی کچھ فرمایا تھا مجھے یاد نہ رہا۔

پانچواں واقعہ : یوم صفین یا یوم جمل کے مقتولین میں سے ایک انصاری نے وفات کے بعد کلام کی اور کہا محمد رسول اللہ۔ ابو بکر صدیق۔ عمر شہید عثمان رحیم (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم) (البدایہ والنہایہ جلد ۶)

چھٹا واقعہ (حضرت ام المؤمنین نے تصدیق کی) :

حضرت ربعی کا بیان ہے کہ جب میرے بھائی تابعی ربیع بن حراش محدث رحمہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو سب گھر والے ان کی چارپائی کے گرد بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک دم انہوں نے اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا اور فرمایا السلام علیکم فقلنا وعلیکم السلام أ بعد الموت قال نعم۔ پس ہم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور تعجب سے کہا کہ آپ موت کے بعد بھی بول رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا جی ہاں "سنو میں اپنے رب کے حضور حاضر بھی ہو چکا اور اس نے مجھے جنت کی راحت بخشی۔ جنت کی خوشبو استبرق کا لباس عطا فرمایا اب تم لوگ میرے جنازے میں دیر مت کرو کیوں کہ میں تھوڑی دیر کیلئے آیا ہوں تا کہ تم کو بشارت دوں لہٰذا تم جلدی کرو کہ ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم تیری نماز جنازہ کیلئے انتظار فرمائیں گے پھر یہ کہا حسب معمول

خاموش ہوگئے"۔ یہ بات جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی تو اماں جی نے اس کی تصدیق فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میری امت کا ایسا شخص بھی ہوگا جو انتقال کے بعد گفتگو کرے گا۔ محدث ابونعیم نے اس کو نقل کیا اور کہا یہ حدیث مشہور ہے اور امام بیہقی نے اس کو دلائل النبوۃ میں نقل کر کے فرمایا اس کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ (شرح صدور ص ۱۹۔۳۰۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم اصفہانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بقیع کو وعظ :

نبی اکرم مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبور کو اس طرح مخاطب ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ نیز سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام ہو تم پر اے مومنو، جس چیز کا وعدہ تھا تمہیں مل گئی کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد (قبرستان) والوں کو بخش دے۔ (مسلم۔ مشکوۃ ص ۱۵۴)

معلوم ہوا : کہ مردے باہر والوں کو دیکھتے پہچانتے ہیں، کلام سنتے ہیں جواب دیتے ہیں ورنہ انہیں سلام کیسا؟ یہ سب باتیں حدیث میں موجود ہیں۔ مطالعہ کر کے دیکھئے۔ (شرح صدور محدث جلال الدین سیوطی عربی، کتاب الروح ابن قیم، حیات الموات فی بیان سماع الاموات از اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۷۔۵۲۔۵۳)

سیدہ ام المومنین کا مزار پر پردہ کرنا :

مشکوۃ شریف ص ۱۵۴ پر بروایت امام احمد منقول ہے اور اسے حاکم نے بھی صحیح مستدرک میں روایت کیا اور بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا کہ سیدہ فرماتی ہیں میں مکان میں

جہاں آپ کا مزار ہے یونہی بے لحاظ یعنی چادر اتارے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ ایک تو میرے آقا خاوند ہیں اور ایک میرے والد ہیں۔ پھر جب حضرت عمر دفن ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت عمر سے شرم کے باعث بغیر کپڑا اچھی طرح لپیٹے کبھی نہ گئی۔

معلوم ہوا : کہ اہل قبور خصوصاً حضرات صحابہ کرام باہر والوں کو دیکھتے ہیں۔ اسی لئے سیدہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم) حضرت عمر کی وجہ سے پردے کا پورا اہتمام فرماتی تھیں۔ (مراۃ)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی اہل بقیع سے گفتگو :

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ کے قبرستان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے آپ نے زور سے فرمایا۔ "یا اہل القبور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" یعنی کیا ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم تمہیں بتائیں؟ راوی فرماتے ہیں ہم نے یہ آواز سنی وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا امیر المومنین آپ ہمیں ارشاد فرمائیں کہ ہمارے بعد کیا ہوا ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری بیویاں دوسری شادیاں کر چکی ہیں، مال تقسیم ہو گئے، بچے یتیم ہو گئے، تمہارے مکان دوسرے کے مسکن بن گئے۔ یہ ہیں وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں اب تم اپنی خبریں سناؤ۔ قبروں میں سے ایک مردہ کی یہ دردناک آواز آئی کہ اے امیر المومنین جناب علی ہمارے کفن پرانے ہو گئے۔ جو ہم نے دنیا میں نیکی میں خرچ کیا اس کو ہم نے یہاں پالیا جو چھوڑ آئے تھے اس میں ہمیں خسارہ ہی رہا۔ (شرح صدور ص ۸۷ حجۃ اللہ علی العالمین ص جلد ۲ بحوالہ کراما ت صحابہ ص ۷۶ علامہ اعظمی، جامع کرامات اولیاء ص ۴۴۳ ج ۱، (جمال الاولیاء ص ۶۵ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

حضرت عمر فاروق و اہل بقیع :

اسی طرح کا واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی نقل کیا گیا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء

(ص ۲۲۸ ج ا۔ شرح صدور ص ۸۷۔ جمال الاولیاء ص ۶۹ مولوی اشرف علی تھانوی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبر والے سے سوال و جواب :

ابن عساکر نے اپنی سند سے ابوایوب خزاعی سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد میں اللہ اللہ کرتے رہتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم اسے بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس کا بوڑھا باپ تھا رات کو وہ اپنے باپ کے پاس چلا جاتا تھا راستہ میں ایک فاحشہ عورت کا گھر تھا چنانچہ وہ روزانہ دروازہ پر کھڑی ہو جاتی تھی ایک دن اس متقی نوجوان کو پکڑ لیا اور گھر میں داخل کرنے لگی۔ اس نے اپنے اللہ کو یاد کیا اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ آیت نکل گئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۔

(سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۰۱)

ترجمہ : بیشک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

پڑھتے ہی بے ہوش ہو گیا اس عورت فاحشہ نے اپنی باندی کو بلایا اور دونوں گھسیٹ کر اس کے دروازے پر پھینک دیا۔ باپ نے دیکھا تو اندر لے گیا جب ہوش آیا تو پوچھا کیا معاملہ ہوا؟ بیٹے نے واقعہ کو بیان کیا اور آیت کا حوالہ دیا۔ باپ نے کہا وہ آیت پھر پڑھو اس نے وہی آیت دوبارہ پڑھی۔ اب وہ پڑھتے ہی پھر بے ہوش ہو گیا لوگوں نے ہلا کر ہوش میں لانے کی کوشش کی مگر معلوم ہوا وہ متقی نوجوان اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر چکا تھا۔ اب اہل محلہ نے راتوں رات ہی سپرد خاک کر دیا۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا آپ اس کے باپ کے پاس تعزت کو تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم نے مجھ کو اطلاع کیوں نہ کی؟ باپ نے عرض کی حضرت جی رات کا

وقت تھا آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا۔ پھر آپ اور اس کا باپ ساتھیوں سمیت اس کی قبر پر آئے۔ پھر آپ نے قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ **فقال عمر یا فلان ولمن خاف مقام ربه جنتان فاجابه الفتی من داخل القبر یا عمر قد اعطانیهما ربی فی مرتین** ۔ یعنی اے فلاں نوجوان بتا کیا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کیلئے دو جنتیں ہیں اس نوجوان نے قبر کے اندر سے عرض کی اے عمر فاروق میرے اللہ کریم نے مجھے یہ دونوں جنتیں عطا فرما دی ہیں۔ (شرح صدور ص ۸۹، جامع کرامات اولیاء، حجۃ اللہ علی العالمین بحوالہ کرامات صحابہ از علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی، جمال الاولیاء ص ۶۹۔ از اشرف علی تھانوی)

میرے بارے قبر میں سوال ہو رہا ہے :

طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک قبر سے ہوا تو آپ نے فرمایا! اُف اُف افسوس کہ یہ نہیں جانتا۔ یہ سن کر حضرات صحابہ کے عرض کرنے پر جواباً ارشاد فرمایا کہ اس قبر والے کو میرے بارے سوال کیا گیا تو یہ شک کرنے لگا۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے

(شرح صدور ص ۵۴)

قبر پر کھڑے ہو کر کہو یا فلاں ابن فلانہ :

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو دفن کرنے کے بعد ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر صاحب قبر کو اس کا نام مع اس کی والدہ کے پکارے دو مرتبہ پکارو تو وہ سنتا ہے جواب نہیں دے سکتا بیٹھ جائے گا تیسری مرتبہ پھر پکارو تو وہ جواب بھی دے گا تم اس کا جواب نہیں سن سکتے کہو اللہ تم پر رحم کرے ہماری رہنمائی سے فائدہ اٹھاؤ۔

پھر قبر والے کو کہے "اذکر ما خرجت علیه من الدنیا شھادۃ ان لا الہ الا اللہ ان محمد رسول اللہ وانک رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا وبالقرآن اماما ۔" جب تم کہو پھر منکر نکیرین ایک دوسرے کو کہتے ہیں (انطلق) چلو واپس اب یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں اس کی حجت تلقین ہو گئی اور اس کے (مومن ہونے کی دلیل) کیلئے اللہ اور اس کا رسول آ گیا۔ (کتاب الروح ابن قیم ص ۲۰،۲۱۔ دار الکتب علمیہ بیروت عربی، اردو ترجمہ راغب رحمانی۔ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی ص ۳۴)

تمام اہل اسلام کا اس پر عمل ہے :

ابن قیم مزید لکھتے ہیں اگر چہ یہ حدیث تلقین ضعیف ہے لیکن اس پر ہمیشہ سے عمل ہو رہا ہے۔ اس سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔ آج کوئی مانے نہ مانے مگر اس حدیث تلقین پر "فالقال به وما فی سائر الامصار والاعصار غیر انکار کاف فی العمل به وما اجری اللہ تعالیٰ العادۃ قط بان امۃ طبقت مشارق الارض ومغاربها وھی اکمل الامم عقولا واوفرھا معارف تطیق علی مخاطبۃ ...... بل سنۃ الاول لاکر ویقتدی فیه الاخر بالاول ۔" یعنی اس حدیث پر عمل تلقین (کہ قبر والے کو پکارو) ہر زمانے میں مشرق سے لیکر مغرب تک بغیر اعتراض کے برابر عمل جاری ہے اور یہی بات اس پر عمل کرنے کیلئے کافی ہے یہ ناممکن ہے کہ روئے زمین کی امت (علماء فقہاء) جو عقل وعلم میں کامل ترین ہیں (اس پر متفق ہیں) وہ ہرگز ہرگز غلط عمل پر اتفاق نہیں کر سکتے کہ یہ پہلے پچھلوں کیلئے سنت جاری کر جائیں کہ بعد والے ان کے قدم بہ قدم چلیں۔ قبر والا تلقین سنتا ہے بلکہ وہ قبرستان سے واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔ (دونوں باتیں حدیث سے ثابت ہیں) (کتاب الروح ص ۲۱ عربی از ابن قیم امام الوہابیہ)

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کو کلمہ پڑھایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم سے دعا کی یا اللہ میرے والدین کو زندہ فرما دے، اللہ کریم نے دعا قبول فرمائی دونوں کو زندہ فرمایا اور وہ دونوں اپنے بیٹے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور پھر اپنی اپنی قبروں میں چلے گئے۔ (زرقانی علی المواہب ص ج ۱/ حجۃ اللہ علی العالمین/ خصائص الکبریٰ ص ۴۰ ج ۲، ص ۶۶ ج ۲، الشمامۃ العنبریہ)

چودھویں صدی ہجری کا حیرت انگیز واقعہ :

قصبہ سلیمان پاک جو بغداد سے ۳۰ میل دور ہے جس کا قدیم نام مدائن تھا۔ حضرت سلمان فارسی کے مزار کی وجہ سے اب سلمان پاک کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں دو الگ الگ مزارات ہیں جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے والے دو صحابہ حضرت حذیفہ یمانی، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کے ہیں۔ پہلے یہ یہاں سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر تھے جو اس وقت غیر آباد جگہ تھی۔ ہوا یہ کہ حضرت حذیفہ یمانی نے خواب میں ملک شاہ فیصل عراقی کو فرمایا کہ ہم دونوں کی قبروں میں دریائے دجلہ کا پانی اثر کر رہا ہے۔ اس لئے ہمیں یہاں سے نکال کر کسی اور جگہ منتقل کر دیں۔ شاہ صاحب ملکی مصروفیات کے باعث بھول گیا۔ دوسری شب دونوں صحابہ کرام نے بغداد عراق کے مفتی اعظم کو خواب میں فرمایا ہمیں کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے۔ مفتی صاحب شاہ عراق سے رابطہ کیا خوابوں پر تبادلہ خیال ہوا۔ آخر تمام شہر بغداد کے علماء کا اجلاس طلب کیا گیا تمام علماء نے متفقہ فیصلہ دیا کہ قرآن مجید واحادیث نبوی کی رو سے وہ شہید زندہ ہیں۔ لہٰذا انہیں منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہر حال

مفتی اعظم عراق نے قبریں کھولنے اور نعشوں کو منتقل کرنے کا فتویٰ دے دیا :

اب عیدالاضحیٰ، حج کی ادائیگی قریب تھی اس لئے اعلان ہوا کہ ......"حج شریف کے دس دن بعد (سلمان پاک) بروز پیر بغداد میں اصحاب رسول اکرم حضرت حذیفہ یمانی و حضرت جابر بن عبداللہ انصاری (مدفون نزد دریائے دجلہ) کے مزارات کھولے جائیں گے نیز عام زیارت کرائی جائے گی۔"

اخبارات میں یہ اعلان ہوتا تھا کہ دوسرے علاقوں (ممالک) کی خبر رساں ایجنسیوں نے اس خبر کو عام دنیا میں پہنچا دیا۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ ان دنوں موسم حج تھا جب حجاج حضرات کو معلوم ہوا تو خوشی کی انتہا نہ رہی پھر تو ایک دنیائے اسلامی عراق ہی کیا بلکہ تمام حجاز مقدس، مصر، شام، لبنان، ایران، فلسطین، ترکی، بلغار، افریقہ، روس، ہندوستان، عراق کے تقریباً ہر شہر کے لوگ جوق در جوق سلیمان پاک میں جمع ہو گئے۔

۱۹۳۲ء (ذوالحجہ) پیر کے دن بوقت ظہر تمام شمع رسالت کے پروانوں کی دور دراز سے آئے ہوئے لاکھوں انسانوں کی موجودگی میں قبروں کو کھولا گیا تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما (صحیح سلامت جسم کے ساتھ) زندوں کی طرح لیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے چہروں پر موت کے کوئی آثار نہ تھے کفن کے صحیح ہونے کے علاوہ ریش مبارک کے تمام بال تک بالکل صحیح سلامت حالت میں تھے۔ زیارت کرنیوالے یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ یہ نعشیں تیرہ سو سال قبل کی ہیں۔ بلکہ گمان ہوتا تھا کہ شاید انہیں رحلت کئے ہوئے دو تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا۔ سب سے عجیب تر بات یہ تھی کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں اتنی تیز چمک تھی کہ چہروں پر

غازیوں والا رعب تھا کہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا چاہتا تو اس دیکھنے والے کی نظر ٹھہرتی نہیں تھی۔

قبول اسلام : اس موقع پر ایک جرمنی ڈاکٹر جو امراض چشم میں شہرت کا مالک تھا وہ بھی یہ منظر دیکھ کر اتنا بے اختیار ہوا کہ فوراً مفتی اعظم عراق کا ہاتھ پکڑ کر مسلمان ہو گیا۔

بروایت دیگر پہلے اسے خیال آیا کہ قبر سے کچھ نہ نکلے گا۔ یہ مسلمانوں کا غلط عقیدہ ہے۔ جب اجسام سلامت دیکھے تو ہمت کر کے شاہ فیصل عراق و مفتی صاحب سے آنکھوں کا معائنہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ شاہ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا اے ڈاکٹر ہمارا مذہب اسلام سچا ہے۔ آخر جب وہ ڈاکٹر (جو عیسائی تھا) دونوں شہید صحابہ کے قریب آیا اور ہاتھ لگانے لگا تو زندہ صحابہ نے فرمایا کہ "تیرے ہاتھ ناپاک ہیں کہ تو غیر مسلم ہے۔ دیکھ لے مگر ہمیں ہاتھ مت لگاؤ کیوں کہ ہمارے چہرے پر سرکار دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگے ہوئے ہیں۔"

یہ منظر دیکھ کر فوراً اس جرمن ڈاکٹر سمیت سینکڑوں عیسائیوں یہودیوں نے اسلام قبول کر لیا۔

صحابہ کرام خود بخود تشریف لاتے ہیں :

بیان ہے کہ جب قبروں کو کھولا گیا خواب کے بیان کے مطابق مزار میں نمی تھی۔ جب اجسام کو کرین کے ذریعے خصوصی آداب کے ساتھ اٹھایا گیا تو نعشوں میں کچھ اس طرح جنبش ہوئی کہ خود بخود سٹریچر پر آ گئیں۔ پھر اسلامی ممالک کے سربراہوں سفیروں و وزیروں کے علاوہ شاہ فیصل عراق ان کی پارلیمنٹ کے ارکان کے علاوہ مفتی صاحب فاروق شہزادہ ولی عہد مصر وزیر مختار جمہوریہ ترکیہ نے کندھا دیا۔ پھر ایک خوبصورت شیشے کے تابوت میں رکھ دیا

بلکہ دوسوفٹ بلند کھمبوں پر کوئی تیس فٹ لمبا بیس فٹ چوڑے ٹیلیویژن سکرین کے ذریعے دوردور کھڑے تمام لوگوں نے زیارت کا شرف حاصل کرلیا۔(سبحان اللہ)

یہ واقعہ خیالی پاکستانی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے معتبر نمائندوں نے چشم دید واقعہ بیان کیا ہے اور یہ حیات صحابہ کی کرامت دنیا بھر میں مشہور ہے۔ پاکستان کے مشہور ادیب سید سجاد حیدر کے بھانجے سید عثمان اوران کی اہلیہ محمودہ عثمان نے بھی یہ واقعہ بچشم خود دیکھا اوراپنی کتاب ''مشاہدات بلاد اسلامیہ''میں درج کیا ہے۔(حیات الانبیاء علیہم السلام ص۲۰ تا ۲۵ ازمولوی اللہ یار خاں دیوبندی وہابی۔ناشر مدنی کتب خانہ گنپت روڈ لاہور۲)

حیات صحابہ پر سب سے بڑی دلیل :

تائید مخالف ! قارئین کرام!اس ایمان افروز واقعہ پر دیوبندیوں کے علامہ نے جو تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ہم مسلک لوگوں کو انصاف کی دعوت دی ہے وہ ھدیہ قارئین کرتا ہوں۔

لکھتا ہے۔اب ہم بلفظہ واقعہ نقل کرتے ہیں جو شیخ القرآن کے رسالہ تعلیم القرآن بابت ماہ اگست ۱۹۶۴ء میں چھپا تھا۔عنوان ہے''نا قابل انکار صداقت''اورعبارت ہے مذہب کی سچائی اوراچھائی کی سب سے بڑی دلیل عام فہم ثبوت اور نا قابل انکار حقیقت مشاہدہ چشم دیدہ واقعہ۔آیئے اب ہم صداقت دین اسلام اور حقانیت قرآن پر اپنے ہی زمانہ کا ایک مشاہدہ چشم دید واقعہ پیش کرتے ہیں۔تا کہ حق پرست اورانصاف پسند اہل علم فہم (دیوبندیت ووہابیت) کی طرف داری سے بلند ہوکر سوچیں اور حقیقت تک پہنچیں (پھر مذکورہ مکمل واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے) اس واقعہ کے بعد بغداد میں کھلبلی مچ گئی اور بے شمار یہودی اور نصرانی خاندان جوق درجوق مسجدوں میں قبول سلام کیلئے آتے مسلمان ہوکر واپس جاتے۔ان کی تعداد کا اندازہ لگانا آسان نہ تھا یہ کسی کتاب کا لکھا ہوا

واقعہ نہیں ہے بلکہ اسلام کا چشم دید معجزہ ہے۔یہ واقعہ ۱۹۳۲ء میں پیش آیا۔یہ حال شہدا کا ہے کہ انہیں دیکھ کر کفار بھی مسلمان ہوئے لیکن کتنا بڑا المیہ ہے کہ جناب مولوی شیخ القرآن صاحب اسلام کا دعویٰ کرکے خود اس حقیقت کا انکار کر بیٹھے کہ شہداء اورانبیاء زندہ ہوتے ہیں اور یہ انکار اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ قریہ بہ قریہ اس گمراہی کو (یعنی حیات النبی اور حیات صحابہ کے منکرین بنانے ،لوگوں کو گمراہ کرنے) پھیلانے کیلئے کمربستہ ہوگئے ......خودکو سوچنے اور حقیقت تک پہنچنے کی توفیق نہ ملی پھر کوئی آپ (جو اپنے ذاتی نظریات کو پھیلانے والے لوگ ہیں) حق پرست کہے تو کیونکر انصاف پسند کہے تو کیسے اہل علم وفہم کہے تو کس بنا پر؟اور طرف داری سے بلند ہوکر سوچنے والا سمجھے تو کس دلیل سے؟ آپ تو ان میں سے کسی بھی وصف کے مستحق نہیں۔(حیات الانبیاء ص۲۱ اور ۲۴ ازمولوی اللہ یار خاں دیوبندی وہابی)

؎ اپنے ہی من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو کبھی آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے

آپ بھی ملاحظہ کریں وہ منظر جو ناظرین کی آنکھوں میں سما گیا کیمرہ مشین نے محفوظ کرلیا۔

علامہ شجاع آبادی کی گواہی :

بغداد شریف میں چشم دید خوش نصیب گواہوں سے میں (علامہ خدا بخش شجاع آبادی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ کرامت حیات صحابہ کا واقعہ بار بار سنا۔خداوند کریم ہمیں بھی شہادت کا رتبہ عطا فرمائے اور بار بار ان شہداء صحابہ کرام کی قبور کی حاضری کا شرف عطا فرمائے۔آمین۔(گلدستہ نور ص۸۴ تا ۸۷ طبع ثانی ازعلامہ خدا بخش اظہر ملتان رحمۃ اللہ علیہ)

شہر بصرہ کے سات مدفون ہونٹ تر بتر :

حافظ ابوالفرج بن الجوزی نے تاریخ میں بیان کیا کہ بصرہ میں کسی وجہ سے قبور کھل گئیں ان میں سات آدمی نظر آئے۔ان میں سے ہر ایک کا کفن اور بدن صحیح سلامت تھے اور مشک وعنبر کی خوشبوئیں مہک رہی تھیں۔سر کے بال صاف اور ہونٹ تر تھے گویا کہ انہوں نے ابھی پانی پیا ہے۔آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا اس کی کوکھ میں تلوار کا نشان تھا جب بعض دیکھنے والوں نے اس قبر والے کا بال کھینچنا چاہا تو وہ جسم کا بال زندہ انسان کے بالوں کی طرح مضبوط تھا۔(شرح صدور ص ۸۳)

جماعت عشرہ مبشرہ کے صحابی کی قبر میں جب پانی آیا :

بصرہ میں حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے آپ کو جنگ احد میں لڑتے لڑتے پچھتر زخم لگے۔اگرچہ شہید نہ ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے یہ زمین پر چلتا پھرتا شہید ہے۔(کنز العمال) آپ ۳۶ھ میں جنگ جمل میں شہید ہوئے (اکمال) شہادت کے بعد آپ کو بصرہ کے قریب دفن کردیا گیا۔عرصہ بعد وہاں پانی آگیا۔قبر ڈوب گئی۔آپ نے ایک شخص کو خواب میں بار بار قبر بدلنے کا فرمایا کہ میری قبر میں نمی ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس کے مشورہ سے قبر کھولی گئی اور لاش کو باہر نکال کر دوسری جگہ دفن کردیا۔کافی مدت گزر جانے کے بعد بھی آپ کا جسم صحیح سلامت بالکل تر وتازہ خوشبودار تھا۔(کرامات صحابہ بحوالہ کتاب عشرہ مبشرہ از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ بن تاسر کے تازہ زخم :

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نجران کے ایک آدمی نے غیر آباد

زمین میں گڑھا کھودا اس میں عبداللہ شہید کو پایا ان کے سر کے زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جب ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہنے لگا جب زخم پر ہاتھ رکھا تو خون بند ہوگیا۔(سیرت ابن ہشام بحوالہ حیات الانبیاء ص ۱۰ از مولوی اللہ یار خاں دیوبندی)

قبر والا کب زیادہ خوش ہوتا ہے :

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر والا اسوقت بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جب اس کا کوئی پیارا زیارت کیلئے آتا ہے۔اذا زارہ من کان یحبہ فی دار الدنیا
(شفاء السقام بحوالہ حیات الموات صفحہ ۲۷۔از امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ :

فاتح مصر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے (وہ بھی صحابی ہیں) کو انتقال کے وقت فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازہ کے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی ہو نہ آگ، پھر جب تم مجھے دفن کرنے لگو تو مجھ پر تھم تھم کر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور میری قبر کے ارد گرد اس قدر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کردیا جائے تا کہ تم سے مجھے انس وسکون ملے۔(یعنی تمہارے کھڑے رہنے ذکر کرنے سے مجھے سکون ملے گا سوالات میں آسانی ہوگی) میں جان لوں کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں۔(مشکوۃ صفحہ ۱۴۹/مسلم شریف)

قبر پر قرآن خوانی کرنا :

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی وصیت کا منشا یہ تھا کہ بعد دفن قبر کا گھیرا ڈال کر ذکر اللہ کرنا قرآن خوانی کرنا اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں اور دفن میت کے بعد اس کے

سرہانے سورۃ بقرہ کا شروع (مفلحون تک) اور پیروں کے پاس بقرہ کا آخر (آمن الرسول) سے اختتام تک پڑھو۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴۹) اس سے قبرستان میں قرآن خوانی کا ثبوت واضح ہوا۔

قبر میں صرف نور ہی نور تھا :

بیہقی نے دلائل میں حضرت انس بن مالک کی زبانی لکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے ایک لشکر کا کمانڈر حضرت علاء بن حضرمی کو مقرر کیا۔ جنگ کے بعد راستہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے تو کسی وجہ سے دوسری جگہ دفن کرنے کیلئے ان کی قبر کو کھولا گیا جب لحد تک پہنچے دیکھا کہ قبر حد نگاہ تک وسیع ہے مگر آپ کی لاش نہ تھی اور تمام قبر نور سے روشن تھی۔ ہم نے یہ نظارا دیکھا پھر اسی طرح مٹی ڈال کر واپس آ گئے۔ (البدایہ والنہایہ ج ٦ / شرح صدور)

جنتی پھل کھا رہا ہے :

امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ اس وقت وہ سواری سے گر پڑا اور مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محنت کم نعمتیں زائد حاصل کر لیں نیز فرمایا یہ بھوکا مسافر مر گیا۔ بے شک میں نے جنت میں دیکھا ہے کہ اس کی دونوں حوریں بیویاں اس کے منہ میں جنت کے پھل رکھ رہی تھیں۔ (شرح صدور ص ۸۳)

جنتی جبہ اور حوریں :

ابن ماجہ میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کا خون زمین پر گرنے تک اس کی جنتی دو بیویاں حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ہاتھ میں

جنتی حلے ہوتے ہیں جو دنیا اور آخرت کیلئے بہتر ہیں۔ (شرح صدور ص ۸۳)

لاش غیب :

حضرت عامر بن فہیرہ وہ خوش نصیب صحابی خادم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہجرت کے دونوں صبح و شام غار ثور میں دودھ پہنچایا کرتے تھے۔ یہ حضرت رضی اللہ عنہ بئیر معونہ میں شہید کر دیئے گئے تو ان کی لاش شہادت کے بعد زمین سے غیب ہو گئی۔ دیکھنے والوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو لاش آسمان و زمین کے درمیان معلق ٹھہری ہوئی تھی۔ پھر نیچے زمین پر آ گئی۔ (بخاری ص ۵۸۷ ج ۲)

بلیغ الارض کی چالیس دن بعد لاش ملی :

مقام تنعیم میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان خبیب کی میت کو اتار کر لائے گا اس کیلئے ہم جنت کا وعدہ کرتے ہیں۔ یہ خوشخبری سن کر حضرت زبیر بن العوام حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہما تیز رفتار گھوڑوں پر گئے۔ چالیس کفار لاش کا پہرہ دے رہے تھے جو سو گئے۔ صحابہ کرام نے لاش کو سولی سے بحفاظت اتار لیا۔ اس وقت چالیس دن گزرنے کے باوجود لاش بالکل تر و تازہ خوشبودار تھی۔ زخموں سے تازہ خون کے قطرے ٹپک رہے تھے لاش مبارک لیکر روانہ ہوئے تو ستر کفار نے پیچھا کیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا لاش کی بخوبی حفاظت مشکل ہو گئی ہے کہیں خود بھی گرفتار نہ ہو جائیں موقع کی نزاکت کے پیش نظر لاش کو زمین پر رکھ دیا۔ خدا کی شان دیکھئے کہ ایک دم زمین پھٹ گئی اور لاش زمین میں چلی گئی اور زمین خود بخود برابر ہو گئی اس لئے آپ کا لقب بلیغ الارض ہے۔ (جس کو زمین نگل گئی) ہوا۔ (مدارج النبوۃ ص ج ۲ حیاۃ الصحابہ ص ۶۸۰ ج ۳ یوسف کاندھلوی)

بے پردہ کلام :

غزوہ احد میں حضرت عبداللہ شہید ہوگئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما صبر کر میں تجھے خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بغیر پردہ کے بات نہیں کرتا مگر تیرے باپ کو زندہ کر کے پھر بے حجاب کلام فرمایا..... اور پوچھا میرے بندے تیری کوئی خواہش ہے؟ تو تیرے والد عرض کی یا اللہ صرف یہی ہے کہ دنیا میں پھر جا کر جہاد کروں اور شہید ہوجاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ منصب تجھے مل گیا ہے مرنے کے بعد پھر نہیں۔ (ترمذی ص ۱۲۵ ج ۲، ابواب تفسیر القرآن، فتح الباری مدینۃ الرسول از علامہ منظور احمد صاحب)

لنگ کے ساتھ جنت میں :

حضرت عمرو بن جموع کے ایک پاؤں میں شدید لنگ پن تھا اچھی طرح جہاد نہ کرسکتے تھے مگر شوق سے جنگ احد میں شریک ہو کر شہید ہوئے، گھر سے چلتے وقت کہا تھا۔ اللہ کی قسم میں یقین رکھتا ہوں میں اسی لنگ کے ساتھ جنت کو روندوں گا۔ شہادت کے بعد رسول خدا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لقد رأيته يطأ بعرجة في الجنة" میں نے اسے اسی لنگ کے ساتھ ہی جنت میں چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

(زرقانی دوم مدارج النبوۃ ص ج ۲)

غسل فرشتوں نے دیا :

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بحالت جنابت جنگ میں شریک ہوگئے بوجہ مجبوری غسل نہ کرسکے۔ شہادت کے بعد جب لاش نظر نہ آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا کہ حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے تھے۔ جب لاش کو تلاش کرلیا گیا تو

لاش سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ (خصائص الکبریٰ ص ج ۲، مدارج النبوۃ ج ۲، مواہب الدنیہ ص ۹۴ ج ۱، مدینۃ الرسول ص ۳۲۲)

جنّت میں اُڑنے والے :

حضرت جعفر بن ابی طالب بہت ہی جانباز بہادر تھے۔ آپ نے جنگ موتہ ۸ ہجری میں شرکت کی۔ سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے پرچم اسلام بلند کرتے ہوئے آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے (اور جسم پر نوے زخم آئے) جھنڈے کو صرف بازوؤں کے ساتھ تھام لیا۔ آخر جام شہادت نوش کر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رائت جعفر يطير في الجنة مع الملائكة۔ یعنی جعفر کو فرشتوں کے ساتھ (نورانی بازوؤں کے ساتھ جو ان کو عطا ہوئے ہیں) اڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس لئے آپ کا لقب ذوالجناحین (دو بازو والا) اور طیار (اڑنے والا ہے) (ترمذی شریف دوم/کرامات صحابہ)

ام المومنین کی عطا :

خلیفہ مجاز محمد علی دیوبندی نے لکھا کہ (مکہ شریف میں) مجھے سخت بھوک لگی تھی ایک روٹی کیلئے ہر کسی کے پاس گیا مگر کہیں سے نہ ملی مجبوراً زیارت کیلئے مزار شریف ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا پر گیا فقیروں کی طرح ندا کی اے دادی محترمہ آپ کا مہمان ہوں کھانے کیلئے کچھ عنایت فرمایئے اور مجھے اپنے لطف و کرم سے محروم نہ فرمائیں پھر میں نے سورۃ فاتحہ، اخلاص پڑھ کر ان کی روح کو ایصال ثواب کیا میں نے آپ کی قبر انور پر سر رکھا ہوا تھا کہ رزاق مطلق کی طرف سے اچانک تازہ انگور کے دو خوشے میرے ہاتھ میں آگئے۔ عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور کسی جگہ انگور دستیاب نہ تھے۔ (مخزن احمدی ص ۹۹ مطبوعہ آگرہ۔ ماخوذ مزارات اولیاء از علامہ سید شاہ تراب الحق کراچی)

معلوم ہوا : کہ حاجت روائی کیلئے مزارت پر حاضری دینا اوران کومشکل وقت میں پکارنا جائز ہے اوراس سے صاحب قبر کا تصرف اور فیض مراد عطا کرنا ثابت ہوا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شفقت:

بنت کیپٹن کیمبل پوری کو سید عالم حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بحالت بیداری زیارت ہوئی۔ ساتھ سیدہ فاطمہ الزہرا وامام حسن رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کو کچھ مٹھائی عطا فرمائی جو بعد میں گھر والوں نے بھی کھائی۔ بروایت ڈاکٹر غلام جیلانی واقعہ کیپٹن کیمبل پور (بحوالہ زیارت نبی بحالت بیداری زیارت نمبر ۱۰۲ عبدالمجید صدیقی)

حضرت صعب رضی اللہ عنہ نے گھر کے حالات بیان فرمائے

حضرت صعب اور حضرت عوف رضی اللہ عنہما دونوں ایک دوسرے کو بھائی سمجھتے تھے پہلے حضرت صعب فوت ہو گئے باہمی محبت کی وجہ سے جناب عوف کو صعب خواب میں ملے تو جناب عوف نے صعب سے پوچھا بھائی جان آپ کے ساتھ قبر میں کیا معاملہ پیش آیا۔ حضرت صعب نے فرمایا مصائب کے بخشش ہوگئی نیز فرمایا میں فلاں یہودی کا دس دینار قرض دینا ہے۔ لہٰذا میرا فلاں .... (صندوق) جو گھر میں ہے اس سے نکال کر اسے دیدو۔ مزید فرمایا میرے گھر جو واقعات ہو رہے ہیں مجھے خبر مل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ آج سے چند دن پہلے ہماری (گھر کی) بلی مر گئی تھی مجھے خبر ہوگئی اور سنو میری بچی چھ دن کے بعد فوت ہو جائے گی اس لئے اس کی دلجوئی کرلو۔ اس خواب کی صبح کو میں حضرت صعب بھائی کے گھر گیا۔ گھر والے مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے مختصر گفتگو کے بعد میں وہی سینگ اتروایا۔ اس میں دینار تھے پھر میں نے یہودی کو بلا کر پوچھا کہ جناب صعب

مرحوم سے کچھ قرض لینا تھا؟ بولا اللہ ان رحم فرمائے وہ اللہ کے رسول کے بڑے اچھے صحابی تھے۔ جو کچھ قرض لینا تھا میں نے معاف کر دیا ہے میں نے کہا تم بتاؤ کہ کتنا قرض تھا۔ یہودی نے کہا دس دینار۔ میں نے اسے دس دینار دے دیئے۔ بولا اللہ کی قسم یہ بعینہ وہی دینار ہیں جو میں نے دیئے تھے۔ میں نے سوچا کہ ایک بات سچ ہوئی پھر میں نے بلی والی بات پوچھی وہ بھی سچ ہوئی، گھر والوں نے جو جو واقعات پیش آ چکے تھے۔ بیان کئے وہ بھی قبر میں سن چکا تھا۔ پھر میں نے بیٹی والی بات کی تو گھر والے کہنے لگے وہ کھیل رہی ہے۔ میں نے جا کر پیار سے ہاتھ لگایا تو اسے بخار تھا۔ میں نے گھر جا کر میں نے گھر والوں کو کہا اس کی تم .... کرو۔ پھر وہ چھ ماہ کے بعد انتقال کر گئی۔ یہ خبر بھی سچی ہوئی۔ ابن قیم مزید آگے بھی لکھتے ہیں کہ حضرت عوف بڑے فقہی سمجھدار صحابی تھے انہوں نے قبر والے کی وصیت و بیانات پر اچھے قرائن و تحقیق سے عمل کیا........ کہ کوئی اعتراض نہ اُٹھ سکے (اسی طرح حضرت ثابت کے شہید ہونے کے بعد ان کی بیان کردہ وصیت پر عمل ہوا وہ بھی حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں) آجکل کے لوگ اسے مانیں یا نہ مانیں مگر یہ حقیقت ہے۔ (کتاب الروح عربی ص ۲۲، شرح صدور ص ۲۶۴ عربی)

❁ خیال رہے کہ اہل قبور کی ملاقاتیں وامور غیبیہ کی باتیں صحیح وحق ہیں کہ وہ حق تعالیٰ کے گھر میں ہیں۔ (شرح صدور)

کون کہتا ہے اولیاء مر گئے
فانی چھوڑ کر اصلی گھر گئے

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرقہ عطا فرمایا :

حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ شیخ طاہر بدخشی فوجی ملازم تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر فوج سے علیحدہ ہو گئے اور گودڑی پہن لی حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرقہ عطا فرمایا۔(زبدۃ المقامات بحوالہ زیارت نبی بحالت بیداری ص ۸۲)

﴿۵﴾ حضرت فقیہی علی بن عبداللہ الصباغی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی (حالت بیداری میں)۔(زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحالت بیداری از عبدالمجید لاہور)

﴿۱﴾ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم (چاروں) کی زیارت :

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو خود ارشاد فرماتے ہیں ایک مرتبہ بچپن میں مجھے حضرت علی ابن ابی طالب اپنے گھوڑے پر سوار کر کے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اس وقت وہاں آپ کے علاوہ جملہ انبیاء و مرسلین تمام صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین (چار یار) وحضرات حسنین کریمین و حضرت شیخ عبد القادر جیلانی موجود تھے.... سب حاضرین مجلس سے اس فقیر کو روشناس کرایا گیا اور فرمایا یہ فقیر باہو ہمارا نوری حضوری فرزند ہے۔ پھر خصوصاً چار یار (حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہم) نے مجھے باری باری گود میں بٹھایا۔ حضرات امامین حسنین رضی اللہ عنہم اور پیر عبد القادر جیلانی نے کمال شفقت فرمائی اور محبت پدرانہ کا اظہار فرمایا اور اپنی توجہ و فیض سے مشرف و سرفراز فرمایا (یہ حالت بیداری کی زیارت تھی)

﴿۲﴾ ایک مجذوب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بیداری میں زیارت ہوئی اور چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔

﴿۳﴾ خواجہ قادر بخش نے حالت بیداری میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی اقتداء میں مع چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نماز ادا کی۔

﴿۴﴾ حافظ سید عبداللہ نے بحالت بیداری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کے دیدار کیا۔(انفاس العارفین)

﴿۵﴾ اورنگ زیب و دارا شکوہ کی بہن جہاں ارا بیگم : کو اولیاء اللہ سے بڑی عقیدت تھی اپنے بھائی کی وساطت سے ۱۰۵۰ھ میں حضرت ملا شاہ قادری سے بیعت تھی، بیان کرتی ہیں کہ ہم نے بیداری میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ نیز اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔ اور اس محفل میں میرے پیر ملا شاہ قادری بھی موجود تھے۔

﴿۶﴾ گوجرانوالہ کے غوث العصر کو زیارت :

حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت بیداری اپنی زیارت بابرکت عطا فرما کر حضرت غوث العصر بنا دیا۔ آپ کا مزار گوجرانوالہ کے بازار خراداں میں ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال اس مزار پر جوتے اُتار کر حاضری دیتے تھے۔

﴿۷﴾ حضرت شیخ احمد یار عباسی : (جو حضرت خواجہ محمد عمر عباسی گوجرانوالہ کے بڑے بھائی ہیں) آپ دریائے چناب پر مجاہدات میں مشغول تھے کہ اسی دوران سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم مع جمیع صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کنار دریا پر تشریف فرما ہوئے..... اور فرمایا "اے احمد یار تو مجھے چاہتا ہے آپ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بضرور چاہتا ہوں" یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر از وجہ محبت مصافحہ کیا اور بغل گیر ہو کر فرمایا۔

حال مقیم گوندلانوالہ کے سید صاحب کو زیارت :

حضرت علامہ الحاج سید حکیم محمد غلام یٰسین بخاری قادری نے راقم الحروف سے

بیان کیا ایک مرتبہ تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا کہ ایک دن خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحرا میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی تو دیکھتا ہوں آپ کے ساتھ ایک محترمہ مکرمہ طیبہ طاہرہ خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باپردہ تشریف فرما ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ آگے بڑھ کر اماں جی کی قدم بوسی کرلوں تاکہ نجات نصیب ہو جائے۔ آپ میری اس قلبی کیفیت پر مطلع ہوئیں۔ فرمایا بیٹا آج تک ہمارے جسم کی طرف کسی غیر محرم نے نظر نہ اُٹھائی تم بھی ایسا ہرگز نہ کرو، میرے دل کی دنیا بیدار ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کے ارادہ کو سیدہ اماں جی پر ظاہر فرمادیا (یہ اِتَّقُوْا فِرَسَةَ الْمُؤْمِن) یعنی مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (بیان قلمبند کردہ.... مورخہ ۱۳ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ)

﴿۸﴾ حرم شریف میں زیارت :

بروایت روض الریاحین کہ خانہ کعبہ حرم شریف میں اکثر انبیاء کرام تشریف فرما ہوتے ہیں۔ امام الانبیاء امام الحرمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرات صحابہ کرام واہل بیت اطہار کے علاوہ بے شمار اولیاء عظام کی زیارت ہوئی ہے۔

﴿۹﴾ حالت بیداری میں نماز باجماعت :

حضرت خواجہ فقیر نور محمد قادری سروری فرماتے ہیں میں نے عالم واقعہ میں دیکھا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم امامت فرما رہے ہیں اور چند انبیاء کرام علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم مقتدی بن کر نماز ادا فرما رہے ہیں۔ اس نماز میں ایسی لذت تھی کہ سب وجد میں تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی آقا دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھے تمام انبیاء کی زیارت کا شرف عطا فرمائے۔ آپ نے دوبارہ ہاتھ اٹھا کر دعا

فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ مسجد کے باہر تمام انبیاء کرام گزر رہے ہیں اور مجھے مصافحہ کا شرف عطا کر رہے ہیں۔

﴿۱۰﴾ ملاقاتوں کا طویل سلسلہ :

شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ چھ ماہ تک برابر مخفی طور پر روزوں کا اہتمام کیا اس عمل سے بعض گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں ایک مرتبہ عالم بیداری میں سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت علی مرتضیٰ و حضرت امام حسین حضرت سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہم کی زیارت ہوئی۔ یہ زیارت و ملاقاتوں کا سلسلہ بہت طویل ہے۔

﴿۱۱﴾ بہشتی دروازہ :

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو بحالت بیداری جس جگہ رسول اکرم مخبر صادق قاسم جنت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اسی جگہ ایک دروازہ بنا دیا گیا جسے بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔

﴿۱۲﴾ زیارت اہل بیت دس محرم :

حضرت ابوالحسنات قطب الدین احمد بھانجے حاجی محمد احسن ایک مرتبہ شب شہادت دس محرم الحرام ۱۳۱۲ھ کو معمول کے مطابق گھر میں درود شریف پڑھ رہے تھے، دیکھا کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم صحن مکان میں رونق افروز ہیں اور دونوں طرف خلفائے راشدین کھڑے ہیں اور ساتھ کنارہ مبارک پر امامین الشہیدین حضرات حسنین رضی اللہ عنہم سیدۃ النساء لخت جگر رسول زوجہ بتول سیدہ زہرہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما ہیں۔ (حوالہ نمبر ۱ تا ۸، زیارت النبی بحالت بیداری حصہ دوم اور حوالہ ۹ تا ۱۲)

حصہ اول میں ملاحظہ فرمائیے)

خیال رہے ! یہ مذکورہ کتاب کا مؤلف دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت غوث اعظم پہ کرم :

سید کبیر المعروف بہ شیخ بقاء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا غوث اعظم کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا اچانک آپ نے سلسلہ کلام ختم فرمایا اور منبر سے زمین پر آ گئے پھر منبر کے دوسرے درجہ پر جا بیٹھے پھر میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اتنا وسیع ہو گیا کہ حد نگاہ تک پھیل گیا۔ اس پر ریشمی فرش بچھ گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس پر جلوہ افروز ہوئے اور ساتھ حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم حضرت عثمان غنی حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف فرما ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث اعظم کے دل پر تجلی ڈالی آپ جھک گئے۔ قریب تھا کہ آپ زمین پر گر جاتے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سہارا دیا۔ آپ سنبھل گئے مگر آپکا وجود سمٹ گیا چند ساعت کے بعد وجود پھر بڑھنے لگا حتی کہ بہت بڑا اور رعب دار ہو گیا پھر یہ سب کچھ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر شیخ بقا نے فرمایا پہلی تجلی ایسی تھی جس کے ظہور سے کوئی قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ گر جاتے دوسری تجلی جلالی تھی جس سے چھوٹے ہو گئے اور تیسری تجلی جمالی تھی جس سے آپ بڑھ گئے۔ (نزہت الخاطر الفاتر ص ۴۷، از ملا علی قاری)

﴿﴾ خود حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نماز ظہر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا بیٹا وعظ کیوں نہیں کرتے میں نے عرض کی میں ایک عجمی آدمی ہوں بغداد کے لوگ پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ نے فرمایا عبدالقادر اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے سات مرتبہ اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا لوگوں کو وعظ کرو اور ان کو رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی

نصیحت سے بلاؤ پھر میں نے جب ظہر کی نماز ادا کر لی تو بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے میں نے دیکھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ اور مجھے فرمایا بیٹا کیا بات ہے۔ وعظ نہیں کرتے۔ میں نے وہی عذر عرض کیا جو سرکار ابد قرار کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھول دیا تو حضرت علی نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا میں نے عرض کی آپ نے سات مرتبہ نہیں کرم فرمایا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے سات مرتبہ منہ میں لعاب ڈالا ہے۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا ادب کی وجہ سے۔ (سفینۃ الاولیاء، اخبار الاخیار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، الحاوی للفتاوی محدث سیوطی، بہجۃ الاسرار امام شطنوفی شافعی) یہ حالت بیداری کا واقعہ ہے۔ (روح المعانی جلد ۱۲)

ہے لعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم کا

شیخ خلیفہ بن موسیٰ کو زیارت :

حضرت موصوف حضرت غوث اعظم کے ہمعصر ہیں حضرت خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موت کا وقت قریب آیا تو کلمہ شہادت پڑھ کر ہشاش بشاش چہرہ سے فرمایا "ھذا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واصحابہ یبشرو نی برضوان اللہ وصلو اتہ" یہ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور مجھے اللہ کی رضامندی کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ (الحاوی ج ۲، بہجۃ الاسرار)

شاہی مسجد دہلی و مقام زیارت :

شہنشاہ شاہ جہاں (والد اورنگ زیب عالمگیر) ۱۰۶۰ھ میں عظیم الشان منصوبہ کے تحت ساتھ ایک مسجد شروع کرائی، ہر روز پانچ ہزار مزدور مستری کام کرتے تھے۔ چھ

سال میں تقریباً اس وقت کے دس لاکھ سے تعمیر ہوئی یہ مسجد قلعہ کے سامنے ایک پہاڑی پر بنوائی۔ تاریخ میں یہ مسجد خاص اہمیت کی حامل ہے، خیال رہے ۱۲۷۴ھ بمطابق ۱۸۵۷ء میں جہاد کے تاریخی فتویٰ کا اعلان اسی مسجد سے ہوا تھا۔ جب مسجد تیار ہوگئی شاہ جہاں رات کے پچھلے پہر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم وجملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتمام بزرگان امت شاہی مسجد میں موجود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم جامع شاہی مسجد کے حوض کے شمال کی طرف جلوہ افروز ہو کر وضو فرما رہے ہیں۔ شہنشاہ اسی وقت بیدار ہوئے اور فوراً سرنگ کے ذریعے (لال قلعہ کا راستہ جو مسجد کو جاتا ہے) مسجد حاضر ہوئے اس وقت وہاں مکمل سکوت وسناٹا تھا جن وانس میں کوئی موجود نہ تھا البتہ وہ جگہ جہاں سید عالمین رحمۃ اللعالمین مراد المشتاقین صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے وضو فرمایا تھا پانی (وضو کرنے کے آثار سے) تر تھی (جہاں نماز ادا فرمائی تھی اس جگہ مصلیٰ کو محفوظ کرنے کا حکم دے دیا۔ شاہ جہاں کے حکم کے مطابق اسے محفوظ کرلیا گیا) (سیرت النبی بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۲۵ ج ۱)

اب حوض (وضوخانہ) کے ساتھ ایک چھوٹا سا جنگلہ بنا ہوا ہے جسے محمد حسین محلی نے بنوایا ہے اسی مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے وضو فرمایا تھا اس لئے متبرک جگہ کو محدود و محفوظ کرلیا گیا تا کہ بے ادبی نہ ہو سکے۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۲۶ ج ۱ از محمد عبدالمجید صدیقی لاہور۔ تاریخ فرشتہ)

مزار سے شفا ملتی ہے:

سیدنا میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ کا مزار پرانوار ابلس کے گاؤں باقہ میں مشہور و معروف ہے۔ (حضرت علامہ یوسف نبہانی صاحب کتاب کرامات اولیاء میں

فرماتے ہیں) میں نے ۱۳۰۵ھ میں کو دیکھا کہ لوگ جماعت در جماعت آپ کے مزار کی زیارت کو جارہے ہیں۔ یہ سلسلہ عرصہ دراز سے مسلسل چلا آرہا ہے۔ بیروت کے سفر کے دوران میں بیمار ہوگیا تین سال تک بیمار رہا۔ معدے کے عصب میں ضعف تھا میں اس مرض کے ہاتھوں چور چور ہوگیا۔ اطباء علاج سے مایوس ہوگئے۔ پھر ایک رات سوتے ہوئے کسی کی آواز آئی کہ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے جایئے۔ اب میں سمجھ گیا کہ مجھے ان کی زیارت سے شفا ملے گی۔ پھر میں زیارت کیلئے حاضر ہوا میں نے وہاں مزار کے قریب گاؤں میں علامہ عبدالکریم آفندی بن محمد حسین عبدالہادی کے پاس رات گزاری۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں ٹھیک ہو رہا ہوں۔ آج اتنا آرام آگیا تھا جتنا اس سے قبل طبیبوں سے بھی نہ آیا تھا۔ صبح میں آپ کے مزار پر حاضر ہوا لوگ حسب معمول زیارت کیلئے جمع تھے۔ میں نے جتنا ہو سکا وہاں قرآن کریم پڑھا اور دلائل الخیرات پڑھی پھر شکر وحمد کے کلمات پڑھتا واپس ہوا۔ الحمد للہ تعالیٰ مرض سے مکمل نجات مل گئی۔ (جامع کرامات اولیاء صفحہ ۴۵۹)

حضرت سیدہ زینب ام کلثوم بنت حیدر کرار رضی اللہ عنہا:

آپ کا دمشق کا گاؤں راویہ میں مزار پرانوار ہے۔ شیخ عارف حضرت ابوبکر موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المعارف الالٰہیہ میں لکھا ہے کہ میں حضرت سیدہ کی قبر کی زیارت کو حاضر ہوا مگر وجہ ادب سے روضہ شریف میں داخل نہ ہوا۔ مزار کی طرف منہ کر کے آنکھیں بند کرلیتا تھا...... ایسی حالت میں ایک دفعہ رو رہا تھا کہ مجھ پر خشوع وقت کی کیفیت طاری تھی کہ ایک باوقار سراپا حیا مجسمہ عزت وعظمت خاتون دکھائی دی مگر نظر بھر کر نہ دیکھا، نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ وہ فرمانے لگیں بیٹا اللہ کریم تیرے ادب واحترام کو اور بڑھائے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نانا سید کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم با احترام خاتون ہونے کی وجہ سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو جاتے تھے........جب میں عالم حسی (ہوش) میں آیا تو وہ غائب تھیں اس دن کے بعد آج تک ان کی زیارت کیلئے جاتا ہوں۔ (جامع کرامات اولیاء)

گستاخان صحابہ کی سزا

محب صدیق وعمر پر کرم۔ دشمن تائب ہوگیا :

حضرت علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک لکڑہارا لکڑیاں چنتے چنتے یہ درود پڑھ رہا تھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ الَّذِیْ ھُوَ اَبْھٰی مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِعَدَدِ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو شمس وقمر سے بھی زیادہ تجھے محبوب ہیں ان پر صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی نیکیوں کے برابر صلوٰۃ وسلام نازل فرما۔ ادھر کسی رافضیوں کی جماعت (شیعہ کا گروہ) نے سن لیا وہ لکڑہارے کے پاس گئی انہوں نے اس کو پکڑ کر گھر لے گئے اور وہاں اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر کسی مقام میں چھپا دیئے۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو ساتھ لیکر اس مظلوم لکڑہارے کے پاس پہنچے اور اس کے ہاتھ پاؤں جہاں سے کاٹے گئے تھے وہیں لگا دیئے وہ فوراً صحیح وسالم ہو کر اسی جنگل میں لکڑیاں کاٹنے جا نکلا روافض (دشمنوں) نے دیکھا تو تعجب کرنے لگے پھر اسے پکڑ کر لے آئے پھر اس تمام واقعہ وکیفیت دریافت کی اور حضرت ابو بکر وعمر کی گستاخی سے اور اپنی بدعقیدگی سے تائب ہوگیا۔ (نزہت المجالس صفحہ ۲۰۵ ج ۲)

گستاخ کو حضرت عمر نے قتل کردیا :

حضرت محمد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک خواب میں نے رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت سے مشرف ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ وہ شخص مجھے اور ابو بکر صدیق کو گالی دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ابو حفص (یہ حضرت عمر کی کنیت ہے) اسے میرے پاس لاؤ آپ گئے اور اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئے اس کا نام ”عمانی“ تھا۔ آپ نے فرمایا اسے لٹا دو اور قتل کر دو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمانی کے سر پر تلوار ماری اور ذبح کر دیا محمد بن عبداللہ فرماتے ہیں مجھے عمانی کی چیخوں نے بیدار کر دیا۔ میں اٹھتے ہی اس کے گھر گیا تاکہ اس کو آگاہ کروں ممکن ہے کہ وہ توبہ کر لی مگر جب میں اس کے گھر گیا تو رونے کی آواز آ رہی تھی دریافت کیا تو اس کے گھر والوں نے کہا آج رات جب وہ اپنے بستر پر سو رہا تھا کسی نے آکر قتل کر دیا میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کی گردن کٹی ہوئی، خون آلودہ تھی۔ (کتاب الروح ابن قیم امام الوہابیہ ص ۲۵۷ عربی)

دشمن شیخین ذبح ہوگیا :

بعض سلف کا بیان ہے کہ میرا ہمسایہ نے حضرت ابو بکر وعمر کو گالیاں دیں۔ میری اور اس کی ہاتھا پائی بھی ہوگئی۔ آخر میں گھرے رنج وغم میں ڈوبا ہوا گھر پہنچا، میں نے رنج کے مارے کھانا بھی نہ کھایا اور سو گیا۔ رات کو خواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی کہ فلاں شخص آپ کے صحابہ حضرت ابو بکر حضرت عمر کو گالیاں دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مجھے چھری دی کہ اسے ذبح کر دو۔ چنانچہ میں نے خواب میں ہی اسے ذبح کر دیا۔ میرا ہاتھ خون سے بھر گیا میں نے چھری زمین پر ڈال دی ہاتھ زمین سے صاف کرنے لگا۔ میری آنکھ کھل گئی سنا تو اس ہمسایہ کے گھر سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ رونے کی آواز کیسی

ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص اچانک مر گیا صبح کو میں نے اس کے گھر جا کر اسے دیکھا تو ذبح کی جگہ نشان موجود تھا۔ (کتاب الروح ص ۲۵۴ عربی ص ۲۰۶، اردو)

امام مسجد نبوی کا چشم دید واقعہ۔ گستاخ کو حضرت علی نے سزا دی :

شیخ ابوالحسن مطلبی امام مسجد کا بیان ہے میں نے مدینہ منورہ میں ایک شخص کو دیکھا وہ حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک دن وہی شخص ہمارے پاس آیا کہ اس کی دونوں آنکھیں نکل کر رخساروں پر پڑی تھیں۔ ہم نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا گزشتہ رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے ہیں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی ساتھ ہیں تو شیخین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ شخص ہمیں ایذا دیتا (گالیاں) ہے ---- پوچھا ابوالقیس کس نے گالیاں دیں، تمہیں بتائیں؟ میں نے کہا اس نے، یہ سن کر حضرت علی نے اپنی دو انگلیاں میری آنکھوں میں گھونپ دیں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تو میری آنکھیں رخساروں پر پڑی تھیں۔ یہ شخص رو رو کر توبہ کر رہا تھا۔ (کتاب الروح ص ۲۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد فرماتے ہیں:

ابن قیم نے لکھا ہے متعدد بار لوگوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے کفار و ظالموں کے لشکروں کو شکست دی ہے پھر اس کا ثبوت و ظہور بھی ہوا ہے۔ (کتاب الروح ص ۱۴۱)

خشک زاہد ملنگ کو حضرت علی نے قتل کر دیا :

ایک معتبر صالح کا بیان ہے۔ کہ میں حج کے ارادے سے نکلا بغداد شریف میں ایک زاہد خشک کے پاس کچھ امانت رکھی اور کہا میں مدینہ منورہ زیارت کیلئے جا رہا ہوں وہ

زاہد کہنے لگا کہ جب تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار پر حاضری دو تو بعد میں میری طرف سے کہنا کہ اگر آپ کے پہلو میں یہ دو شخص (حضرت ابوبکر و عمر) نہ ہوتے تو میں ہر سال زیارت کیلئے حاضر ہوتا۔

جب وہ صالح مدینہ منورہ شریف حاضر ہوا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص کا پیغام پہنچا دو میں نے عرض کر دیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اس زاہد کو پیش کرو جب وہ پیش ہوا تو فرمایا اسے قتل کر دو۔ چنانچہ جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹ دی اس کے خون کے تین قطرے میرے کپڑوں پر آ پڑے میں گھبرا کر بیدار ہوا تو خون کے تین قطرے میرے کپڑوں پر موجود تھے۔ القصہ جب میں واپس بغداد اس کے بیٹے سے زاہد کے بارے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہم گھر میں سو رہے تھے کہ اچانک ہمارے باپ کو کوئی اڑا کر لے گیا بعد میں آج تک پتہ نہیں چلا وہ کہاں غائب ہوا۔ میں نے تمام ماجرہ کہہ سنایا تو اس کا بیٹا افسوس کرنے لگا اور وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی عداوت سے (یعنی بدعقیدہ شیعہ تھا) تائب ہو گیا اور اس نے میرا مال مجھے واپس کر دیا۔ (نزہت المجالس ص ۲۰۶ عربی، جامع المعجزات ص ۲۵ علامہ حاروی)

گستاخ صحابہ کرام زمین میں دھنس گئے :

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واقعہ خسف (زمین پھٹنے کا) بعض ملاحدہ کا ہے جس کو طبری نے بیان کیا ہے۔

﴿۱﴾ شیخ عبدالمعبود اسے اس طرح لکھا ہے کہ شیخ شمس الدین ناظم اعلیٰ خدام مسجد نبوی بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک مخلص دوست جن کا امیر مدینہ کے ساتھ گہرے تعلقات

تھے میں انہی کی وساطت سے امیر مدینہ (رافضی تھا) سے کام کرایا کرتا تھا۔ وہ دوست بیان کرتا ہے کہ ایک دن حلب ......کے رافضیوں (شیعہ) کی ایک جماعت امیر کے پاس آئی جنھوں نے نہایت قیمتی سامان تحائف نادرہ امیر کو بطور رشوت دیکر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اجسام نکال کر لے جانے پر رضامند کرلیا امیر بھی مسلکی وجہ اور حب دنیا کا شکار ہو کر ان کے دام میں پھنس گیا اور انہیں ایسا کرنے کی اجازت دے دی پھر امیر نے خادم مسجد کو کہا کہ آج رات کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے ان کے کام میں مداخلت نہ کرنا۔ میں نے کہا بہت اچھا جناب، میں یہ سن کر رو رہا تھا۔ مجبوراً روضہ مبارک کے پاس ایک طرف بیٹھے روتا رہا کہ کیا خبر مجھ پر کیا گزری کیا گزرے گی؟ القصہ کہ وہ باب السلام کی طرف سے آئے دروازہ کھول دیا گیا۔ چالیس آدمی پھاوڑے کدال ٹوکریاں وغیرہ آلات اور شمع ساتھ لیکر اندر داخل ہو گئے۔ میں ایک طرف رو رہا تھا کہ خداوندا تو قیامت برپا کردے تاکہ یہ بدباطن اپنے ناپاک عزائم میں ناکام ہو جائیں سبحان اللہ تعالیٰ ! وہ ابھی منبر شریف تک پہنچے ہی نہ تھے کہ مع ساز وسامان کے زمین میں دھنس گئے۔ (یہ واقعہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توسیع تک کے مغربی ستون کی جگہ کے قریب پیش آیا)۔ ادھر امیر مدینہ ان لوگوں کی واپسی کا گھر میں منتظر تھا لیکن زیادہ دیر گزر جانے پر اس نے مجھے بلایا اور حالات سے آگاہی چاہی۔ میں نے جو ماجرہ دیکھا تھا لفظ بلفظ کہہ سنایا لیکن امیر نے اسے سچا نہ سمجھا اور کہا تو پاگل ہے۔ میں نے کہا آپ تشریف لے چلیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ جناب ابھی ان کے دھنس جانے کے آثار اور کچھ کپڑے باہر نظر آرہے تھے یہ سب کچھ دیکھ کر امیر مدینہ نے مجھے سختی سے منع کیا کہ اس واقعہ کو کسی سے بیان نہ کرنا ورنہ تجھے قتل کردیا جائے گا۔

علامہ محب طبری نے لکھا کہ یہ واقعہ بیان کرنے والے سچائی وتقویٰ میں مشہور ہیں

یعنی اس کے تمام رواۃ ثقات ہیں ۔ (وفا الوفا ص ۶۵۳ ج ۲ ص ۶۵۴ علامہ سمہودی، جذب القلوب ص ۱۲۹۔ اردو الریاض النضرہ فی فضائل العشرۃ علامہ محب طبری، نزہۃ المجالس ص ۲۰۶ ج ۲، تاریخ مدینۃ المنورہ...از محمد عبدالمعبود دیوبندی)

بغض امیر معاویہ کا دل سے نکالنا :

حضرت مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک جواں طالب علم سادات کرام میں سے میرا دوست تھا اس نے بیان کیا کہ میں ایک شب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات شریفہ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس میں آپ کے ایک جملہ پر نظر پڑی کہ ”حضرت امام مالک حضرت امیر معاویہ کو بُرا کہنا حضرات شیخین (صدیق وعمر رضی اللہ عنہم) کو بُرا کہنے کے برابر جانتے تھے اور جو حد شیخین (رضی اللہ عنہما) کے بُرا کہنے والے پر تجویز فرماتے تھے وہی حد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بُرا کہنے والے پر تجویز فرماتے تھے“

چونکہ میرے دل میں حضرت امیر معاویہ کی طرف سے کینہ تھا اس لئے میں اس تحریر کو دیکھ کر بہت آزردہ ہوا اور حضرت مجدد کے مکتوبات کو زمین پر پھینک کر سو گیا۔ رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور میرے دونوں کانوں کو پکڑ کر فرمارہے ہیں اے طفل نادان! تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور اسے زمین پر پٹختا ہے اگر تجھے میری تحریر کا اعتبار نہیں ہے تو میں تجھ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لے چلتا ہوں۔ آپ اسی طرح کشاں کشاں مجھ کو ایک باغ میں لے گئے اور اس کے ایک گوشے میں مجھے بٹھا دیا۔ اس باغ میں ایک عالی شان عمارت تھی جس میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور نہایت ادب وتواضع سے سلام کیا انہوں نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور ملاقات فرمائی

پھر آپ ان بزرگ کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور کچھ گفتگو کی۔ آپ اور وہ بزرگ دور سے میری طرف دیکھتے اور کچھ اشارات کرتے تھے اس کے بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف فرما ہیں، سنو! کیا فرماتے ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے زبان گوہر فشاں سے فرمایا۔ ''خبردار ہرگز ہرگز اصحاب رسول (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے ساتھ کبھی کینہ نہ رکھنا اور ان بزرگوں کی ملامت میں ایک حرف بھی زبان پر نہ لانا اس بات کو ہم اور ہمارے بھائی ہی جانتے ہیں کہ کن نیک نیتوں کے ساتھ ہماری منازعت واقع ہوئی تھی''۔ پھر حضرت مجدد پاک کا نام لیکر فرمایا کہ ان کے کلام کا بھی انکار نہ کرنا...... شخص مذکور بیان کرتا ہے کہ باوجود اس نصیحت کے میرا دل کدورت سے پاک نہ ہوا تو حضرت علی نے آپ کو حکم دیا کہ اس کا دل ابھی تک صاف نہیں ہوا ہے اور تھپڑ مارنے کا اشارہ فرمایا۔ حضرت مجدد پاک نے زور سے ایک تھپڑ میری گدی پر مارا تب میں نے اپنے دل کو اس کدورت سے پاک وصاف پایا اور اس جواب وخطاب کی لذت آج تک میرے دل میں موجود ہے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے معارف کے ساتھ اعتقاد بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ (زبدۃ المقامات بحوالہ البینات شرح مکتوبات ص ۵۳۲،۵۳۳ ج ۲)

حضرات صحابہ کرام کی ملاقات وانتظار :

دیوبندی مصنف شبیر احمد مولوی نے لکھا ہے کہ مولانا محمد اسمٰعیل مولوی محمد زکریا کے دادا نے مرنے کے بعد فرمایا مجھے جلدی رخصت کرو (جنازہ پڑھو) میں بہت شرمندہ ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بمعہ صحابہ کرام میرے منتظر ہیں۔
(خزائن الارض ص ۶۴/ ناشر مسجد عبداللطیف ڈبگری گیٹ پشاور، حالات مشائخ کاندھلہ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام مشکل کشاء ہیں : حضرت الحاج سید محمد غوث

علی شاہ قادری نقشبندی چشتی سہروردی بغدادی پانی پتی فرماتے ہیں مجھے میرے ایک رفیق سفر (معتمد مسافر) نے بتایا کہ میں تیس برس قبل حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد زیارت کرتا ہوا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ بہت کیف وسرور ملا، آٹھ سال تک حاضر رہا اتفاقاً ایک وطنی فقیر وہاں پہنچا اور اس نے پیغام دیا کہ تمہاری زوجہ نہایت پریشان ہے لڑکی جوان ہو چکی ہے گزر اوقات مشکل ہو رہا ہے، بیٹی کی شادی کی بھی فکر ہے۔ مجھے اس روز یہ خبر سن کر بہت ملال ہوا اسی خیال میں سو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور فرمایا غم نہ کر فلاں مقام پر پتھر کے نیچے پانچ سو ریال ہیں اٹھا کر گھر چلا جا اور بیٹی کی شادی کر کے واپس آجاؤ۔ ہم منتظر رہیں گے۔ دوسرے دن بھی یہی خواب دیکھا پتھر جو اٹھایا تو رقم مل گئی، پھر مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام (بیت المقدس) سے مدینۃ المنورہ زیارت کیلئے حاضر ہوا وہاں خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بہت جلد چلے جاؤ جناب موسیٰ علیہ السلام منتظر ہیں پھر میں گھر آیا لڑکی کی شادی کی پھر ایک دن دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں تو کیوں نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا پیادہ پائی اور سفر دراز کی وقت کی وجہ سے تاخیر ہے۔ جب بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قبر حضرت موسیٰ پر موجود ہوں۔ اس روز سے چھ مہینہ کے بعد گھر آنے کی نیت سے سوتا ہوں تو صبح کو گھر میں ہوتا ہوں۔ آٹھویں دسویں دن پھر واپسی کی نیت سے سوتا ہوں تو مزار مبارک پر پہنچ جاتا ہوں غرض میرے حال پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی عنایت ہے۔ جب چاہتا ہوں گفتگو کر لیتا ہوں، خرچہ بھی مجھے مزار مبارک سے مل جاتا ہے۔ ایک دن عرض کیا حضرت مجھ کو کچھ تعلیم فرمایئے، فرمایا تو متحمل نہ ہوگا، ہاں بعد مرگ تجھ پر عنایت ہوگی۔ حضرت شاہ محمد غوث علی پانی پتی نے فرمایا یہ شخص نہایت بلند بخت تھا کہ اس پر یہ بڑا

فضل ایزدی تھا۔(ریاض الفقر، حافظ محمد امداد حسین میرٹھی ص ۱۷۱ بحوالہ رویائے صالحہ ص ۱۱۵،
ناشر مکتبہ شکوریہ راولپنڈی، اشاعت اکتوبر ۱۹۶۳ء از عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور)

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

سراقدس سے نداء :

شہادت نواسہ سیدالابرار شہزادہ علی المرتضیٰ لخت دل سیدہ خاتون جنت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد خاندان نبوت نے صبر وتحمل اور ثابت قدمی کا قابل فخر ثبوت پیش کیا کہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا ھٰذَا الْقُرْبَان ۔ اے اللہ ہماری ان قربانیوں کو قبول فرما۔ ادھر اشکبار آنکھوں سے دعائیں ہو رہی تھیں۔ ادھر سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا یتیم بیٹی اپنے انتہائی مشفق ومہربان باپ کے جسد اطہر کے ساتھ لپٹ گئیں تو بریدہ سرانور سے نداء آئی۔

؎ عینی ما ان شربتم — عذب ماء فاذ کرونی
او سمعتم بغریب — او شھید فاندبونی
انا السبط الذی — من غیر جرم قتلونی

میرے ساتھیو! جب ٹھنڈا پانی پینے لگو تو ہمیں یاد کر لینا جب کسی غریب مسافر یا شہید کا ذکر سنو تو ہمیں آنسوں سے یاد کر لینا۔ مجھ مظلوم کو بلا جرم وخطا قتل کر دیا گیا ہے۔
(حیات الغنی دوم بحوالہ شہادت نواسہ سیدالابرار ص ۱۸۵۲ از عبدالسلام قادری)

شہر موصل میں رسول اللہ کی معہ صحابہ کرام تشریف آوری :

جب قافلہ وسرہائے شہدائے کربلا موصل پہنچا تو شمر نے حکم دیا کہ تمام سر صندوقوں میں مقفل رکھے جائیں۔ حضرت اسمٰعیل ابوالشوق سے راوی ہیں کہ جب

رات ہوئی سب لوگ سو گئے صندوقوں کی حفاظت کیلئے پچاس سپاہی متعین تھے انہیں میں سے ایک میں بھی تھا میں نے ایک مہیب آواز سنی پھر دیکھا ایک مرد گندم گوں سفید لباس آسمان سے اترے اور اپنا سر برہنہ کر کے سر امام حسین کو صندوق سے نکالا اور بہت آنسوں بہائے۔ میں نے چاہا کہ سر اقدس حاصل کر لوں مگر مجھے فرمایا گیا خبردار آگے نہ بڑھنا (۱) یہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں میں سر اسیمہ ٹھہر گیا۔ (۲) پھر ایک اور صاحب تشریف لائے اور فرمایا گیا یہ نوح نجی اللہ ہیں۔ (۳) پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تشریف لائے۔ (۴) پھر حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ تشریف لائے۔ (علیہم السلام)

(۵) آخر میں امام الانبیاء نانا حسین محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

(۶) متعدد صحابہ کرام کے علاوہ (۷) حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ (۸) حضرت امام حسن مجتبیٰ (۹) حضرت امیر حمزہ سید الشہداء (۱۰) حضرت جعفر طیار تشریف لائے۔ (رضی اللہ عنہم)

میں دیکھ رہا تھا کہ تمام نفوس قدسیہ نے یکے بعد دیگرے سر حسین شہید کو چوما پھر ایک نورانی کرسی لگائی گئی اور امام الانبیاء سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس پر رونق افروز ہیں مگر افسردہ افسردہ نم دیدہ نم دیدہ ہیں دیگر نفوس قدسیہ گردو پیش کھڑے ہیں پھر ایک فرشتہ آیا جس کے ہاتھ میں ایک تلوار اور آتشیں گرز تھا اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا (کیونکہ میں جاگ رہا تھا اور یزیدیوں کے لشکر میں تھا) میں نے فریاد کرتے ہوئے معذرت کے ساتھ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپکا غلام ہوں مگر فرشتہ نے مجھے ایک طمانچہ مار ہی دیا اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اب اسے چھوڑ دو۔ پھر میں ہیبت سے بے ہوش ہو گیا جب صبح ہوئی تو مجھے ہوش آیا میں نے دیکھا کہ لوگ محافظان سرہائے شہیداں کو ڈھونڈ رہے ہیں مگر ان کا کہیں پتہ نہیں جہاں جہاں وہ سوئے تھے وہاں ایک راکھ کا ڈھیر نظر آتا ہے۔ حضرت اسماعیل فرماتے ہیں کہ ابوالخوق

اس تمام واقعہ کو شمر کے سامنے کہہ رہا تھا جب سب کچھ وہ کہہ چکا تو شمر نے اس کے رخساروں کو دیکھا جہاں طمانچہ لگا تھا تو وہ سیاہ تھا۔ پھر ابوالخوق نے زور سے ایک آہ کی اور گر کر مر گیا۔ (اوراق غم)

دوسرے مقام پر تشریف آوری :

ابوسعید دمشقی کہتا ہے کہ وہاں سوائے میرے اور کوئی نہ رہا کیونکہ ابوالخوق کے واقعہ سے سب ڈرے ہوئے تھے اور سروں کی حفاظت راہب دلیر کے سپرد کردی گئی دلیر کے باہر معہ فوج کے شمر نے قیام کیا راہب نے تمام شب اس حجرہ کے قریب گزاری جس میں سرہائے شہداء تھے۔ اس نے دیکھا کہ شب کو وہ حجرہ یک بیک منور ہوگیا۔ اس قدر روشنی بڑھی کہ آنکھیں خیرہ ہوگئیں راہب نے روشندان میں سے جھانک کر دیکھا تو آسمان سے ایک خوبصورت خیمہ اترا۔ اس کے چاروں طرف باپردہ خواتین تھیں۔ کسی کہنے والے کی آواز آرہی تھی کہ حضرت حوا تشریف لاتیں ہیں۔ حضرت سارہ حضرت ھاجرہ حضرت راحیلہ حضرت صفورہ اور حضرت کلثوم (موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ) حضرت آسیہ حضرت مریم حضرت سیدہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ودیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی سواریاں آئیں۔ سب کے بعد ایک نورانی خیمہ نازل ہوا اس وقت آواز آئی اے راہب روشندان سے ہٹ جا یہ حسین شہید کی والدہ تشریف لارہی ہیں۔ روشندان سے ہٹ گیا مگر آوازیں سنتا رہا تھوڑی دیر بعد پھر دیکھنا چاہا تو معلوم ہوا کہ ایک حجاب نورانی حائل ہے کچھ نظر نہ آیا۔ اس پر مجھے بے ہوشی آگئی نا معلوم پھر کیا کیا ہوا۔ جب ہوش آیا تو نہ روشنی اور نہ خواتین تھیں مگر کمرہ نور سے منور تھا اور حجرہ کا تالا ٹوٹا پڑا تھا اور صندوق سب کھلے ہوئے ہیں راہب نے سر مقدس امام صندوق سے نکالا اور ایک قیمتی مصلے پر رکھ کر خوشبوئیں لگائیں اور مودب دوزانوں اس کے آگے بیٹھ کر عرض کرنے لگا

اے سرسردان آدم و اے مہتر و بہتران عالم یہ تو میں سمجھ گیا کہ آپ ان لوگوں میں ہیں جن کا وصف تورات وانجیل میں مرقوم ہے مگر میں آپ کو اسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ کو یہ جان ومنزلت عطا فرمائی کہ خاتونان قیامت آپ کی زیارت کو آئیں اور آپ پر گریہ زاری کر کے تشریف لے گئیں یہ مجھ کو بتادیجئے کہ آپ کون ہیں اسی وقت سر مبارک نے اس طرح تکلم فرمایا۔

انا مظلوم ، انا مهموم انا مقتول انا غريب
انا بن النبی المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم انا بن الولی المرتضیٰ
کرم الله تعالیٰ وجهه

جب راہب نے یہ بات سنی تو اسی وقت اپنے تمام متوسلین کو بلا کر زناریں توڑیں اور جناب امام زین العابدین کے دست اقدس پر اسلام قبول فرمایا پھر آپ سے اجازت طلب کی کہ شمر کو اس کے کیفر کردار تک پہنچاؤں۔ آپ نے فرمایا یہ امر مشیت الٰہی کے خلاف ہے۔ یہ خود عنقریب اپنی سزا کو پہنچیں گے۔

(اوراق غم ص ۳۶۴، ۳۶۶ از ابوالحسنات سید احمد قادری)

امام مسلم کے بچوں کو زیارت :

امام مسلم بن عقیل سفیر امام حسین رضی اللہ عنہم جب کوفہ میں شہید کردیئے گئے۔ دونوں بچے (محمد جو بڑے بھائی تھے حضرت ابراہیم چھوٹے) حارث کے گھر اس کی بیوی جو ایک صالحہ عورت تھی نے عزت وحفاظت سے رکھے ہوئے تھے مگر حارث یزیدی حکومت کا سپاہی خبیث تھا رات کے وقت شہزادہ محمد اُٹھا اور چھوٹے بھائی ابراہیم (رضی اللہ عنہما) کو جگا کر کہنے لگے کہ بھائی تیار ہو جاؤ کہ ہمارا بھی وقت آگیا ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ابا جان سید کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی

حضرت محترمہ سیدہ آقا حسین کی والدہ اور حضرت سید حسن رضی اللہ عنہم کے ساتھ بہشت بریں میں سیر کر رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک مجھ پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور بھائی تمہیں دیکھ کر ابا جان سے فرمایا کہ مسلم ! تم جنت میں آ گئے اور ان دونوں بچوں کو ظالموں میں چھوڑ آئے۔ ابا جان نے پھر ہماری طرف دیکھا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اب یہ بھی آنے والے ہیں۔ کل تک قدم بوسی کریں گے۔ اس منظر کو دیکھتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے مل گئے اور چیخ نکل گئی اور رونا شروع کر دیا۔ جس سے حارث خبیث کی آنکھ کھل گئی۔ صبح عورت کی لاکھ عرض و منت سماجت کے باوجود حارث ظالم نے بچوں کو نہر کے کنارے لے جا کر شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْـہِ رَاجِـعُوْنَ۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی ص ۴۹ ج ۲، اوراق غم ص ۲۶۳، رویائے صالحہ ص ۳۲ ج ۱ خواب نمبر ۱۴۔ اوراق غم صفحہ ۲۶۳)

سلام ہو تجھ پر اے میرے لختِ جگر :

جب قافلہ ملک شام میں یزید کے دربار میں تھا انہیں ایام کے حوالہ سے یزید کی بیوی ہندہ کا بیان ہے میں شام کو جب سوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ملائکہ کی تمام جماعتیں نازل ہو رہی ہیں اور وہ سب سرِ امام پر آ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ "۔ اتنے میں ایک ابر آسمان سے اترا۔ اس میں بہت سے آدمی ہیں ان میں سے ایک شخصیت کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن ہے۔ وہ آگے تشریف لائے اور سرِ حسین کے قریب ہو کر آنسو بہاتے ہوئے فرمانے لگے۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلَدِی قتلوک ومن شرب الماء معوک......" سلام ہو تجھ پر اے میرے لختِ جگر افسوس کہ تجھے قتل کیا ایک گھونٹ پانی تک نہ دیا۔ انا جدک المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم وھذا ابوک علی

المرتضیٰ وھذا اخیک الحسن وھذا وعمک جعفر۔

ترجمہ: میں تیرا نانا ہوں یہ تیرے والد علی ہیں اور یہ تیرے بھائی حسن اور یہ تیرے چچا جعفر ہیں (رضی اللہ عنہم)

پس میں یہ خواب دیکھ کر جاگ پڑی۔ یزید نے یہ خواب سنا تو متفکر ہو گیا۔ (اوراق غم ص ۲۷۶) (سیرت النبی بعد از وصال النبی ص ۵۱ ج ۲۔ عبدالمجید صدیقی دیوبندی)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یادگارِ امت پہ لاکھوں سلام

ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

آخرین حضرات..... لحد میں یادِ امت :

وصال باکمال پر ملال کے بعد جب قبر انور واطہر تیار ہو گئی تو پہلے زمین پر ایک سرخ کمبل بچھایا گیا پھر قبر شریف میں مندرجہ ذیل حضرات اترے سیدنا حضرت علی، حضرت عباس حضرت قثم وحضرت فضل بن عباس اور شعران حضرت شعران ہی نے چادر بچھانے کا شرف حاصل کیا نیز حضرت اسامہ وحضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر بھی ملتا ہے

﴿﴾ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ اذا رائیت شفیہ یتحرک فادنیت اذنیٰ عنا ھا فسمعت وھو یقول اللھم اغفر لا متی

﴿﴾ در قبر کہ آنحضرت علیہ السلام لبھائے مبارک خود داری جنبانید پس رسیدہ گوش پیش دھان وی داشتم شنیدم کہ می فرمودہ رب امتی امتی۔ (مدارج النبوۃ ص ۴۴۲ ج ۲، فارسی)

حضرت قثم فرماتے ہیں میں جب قبر انور میں آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت

کرر ہا تھا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے لبوں میں حرکت ہے (جیسا کہ آپ کچھ پڑھ رہے ہیں) میں نے اپنا کان آپ کے لبھائے مبارک کے قریب کیا تو میں نے سنا کہ آپ دعا فرما رہے تھے۔ یا اللہ میری امت کی بخشش فرما، اے رب میری امت میری امت....

(مدارج النبوۃ ص ۴۴۲ ج ۲، معارج النبوۃ جلد سوم) بالفاظ دیگر رب امتی رب امتی۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ)

عبدالستار وہابی نے لکھا ہے (لحد میں)

لباں مبارک ہلدیاں سن کن اصحاب لکاون
یارب امتی یارب امتی وچہ سرکار ساون

(اکرام محمدی ص ۴۴)

آخر میں تازہ ملاقات :

حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد مبارک میں تشریف فرما ہوئے تو میں نے اپنی انگوٹھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں گرادی جب صحابہ کرام باہر نکل گئے تو میں نے کہا کہ میری انگوٹھی قبر انور میں گری ہے حالانکہ میں نے خود ہی اسے پھینکا تھا۔ تاکہ میں سید عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مس (چوم لوں) کروں اور میں (مغیرہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری ملاقات آخری زیارت کرنے والا ٹھہروں۔ بروایت دیگر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لحد میں تشریف فرما ہو گئے تو حضرت مغیرہ نے صحابہ کرام سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں کوئی چیز باقی رہ گئی ہے۔ شائد کہ تم نے

درست نہیں کیا۔ انہوں نے کہا تم (مغیرہ) ہی قبر اطہر میں داخل ہو کر اسے درست کرلو پس حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ داخل ہو گئے اور انہوں نے داخل ہو کر اپنے ہاتھ کو داخل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں مبارکہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ (آپ ہاتھ اٹھانے، باہر نکلنے کو تیار نہیں) صحابہ کرام انتظار میں ہیں کہ باہر نکل آئیں مگر حضرت مغیرہ کہتے ہیں۔ مجھ پر مٹی ڈالو تو انہوں نے آپ پر قبر میں مٹی ڈالی یہاں تک کہ مٹی حضرت مغیرہ کی نصف پنڈلیوں تک پہنچ گئی پھر (صحابہ کرام کے اصرار پر) باہر نکل آئے اسی وجہ (سعادت و آخری زیارت) سے آپ کہا کرتے تھے میں (مغیرہ بن شعبہ) اے اصحاب تمہاری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تازہ (قریب تر عہد میں) ملاقات (زیارت) کرنے والا ہوں (رضی اللہ عنہم)۔ (البدایہ والنہایہ ج ۵)

فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیئے
مل گئے مصطفےٰ ﷺ اور کیا چاہیئے
صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر روز عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

تمام انبیاء عظام علیہم السلام زندہ ہیں : (الحدیث)

حوالہ جات (ابن ماجہ ص ۱۱۸ مشکوٰۃ ص ۱۲۱، نسائی ص ۲۰۴ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۵۱۶ ج ۵، ابن خزیمہ ص ۱۱۸ ج ۲، ابن حبان ص ۸۰۷ ج ۳، سنن دارمی ص ۵۷، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳، السنن الصغیر ص ج ۱، مدارج النبوۃ، خصائص الکبریٰ، اقتضاء الصراط المستقیم، ابن تیمیہ، البدایہ والنہایہ ج ۵)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے — مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا — جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہوسکتی ہے لطیف — ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

مزید عرض کرتے ہیں۔

ے چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
(حدائق بخشش)

حضرات انبیاء علیہم السلام قبور میں نماز پڑھتے ہیں : (الحدیث)

یہ سند جید وصحیح سے ثابت ہے۔حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اَلْاَنْبِیَآءِ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِ ھِمْ یُصَلُّوْنَ .... اَلْاَنْبِیَآءِ فِی قُبُوْرِ ھِم اَحْیَاءٌ یُصَلُّوْنَ''۔

(حیاۃ الانبیاء امام بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مسند ابی یعلی الموصلی جلد ۶ مجمع الزوائد ج ۸، نور الایضاح، تفسیر نور العرفان، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۳، فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج ۶، مرقاۃ ج ۳، جذب القلوب، مدارج النبوۃ ج ۲، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ج ۱۔ وفاء الوفا ج ۴، قطب الارشاد، الجواہر المنظم، فتاویٰ رضویہ ج ۶ سعادۃ الدارین، القول البدیع، شفاء الفواد علامہ علوی مالکی مکی۔الحاوی للفتاویٰ ج ۲، تحفۃ الذاکرین)

☆ ان اٹھارہ کتب محدثین و محققین میں حدیث مذکورہ بالا کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔حتیٰ کہ

مخالفین کے علماء شوکانی ومولوی ارشاد الحق اثری وحسین سلیم اسد نے بھی اس کی سند کو جید وصحیح قرار دیا ہے۔اور ابن تیمیہ نے اسے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے۔(مختصر الفتاویٰ المصریہ و کتاب الروح از ابن قیم جوزی) (جامع مسلم، الحاوی للفتاویٰ، رسائل ابن عابدین شامی، کشف الغمہ امام شعرانی، نسائی، مشکوۃ، زرقانی علی المواہب ج ۶، الدرر السنیہ، سبل الہدیٰ والرشاد، خزائن رحمت، شبیر احمد دیوبندی، تحریک آزادی فکر مولوی محمد اسماعیل سلفی، التعلیقات السلفیہ عطاء اللہ وہابی، الاعتصام شمارہ ۸ ج ۲ حافظ محمد گوندلوی کا بیان، الشمامۃ العنبریہ، نواب صدیق الحسن وہابی، فتاویٰ نذیریہ، نشر الطیب اشرف علی تھانوی، فضائل درود صفحہ ۹ محمد زکریا، حیاۃ الانبیاء از اللہ یار خاں دیوبندی)

مزید مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق و تفصیل کیلئے علامہ محمد عباس رضوی کی کتاب کا مطالعہ مفید رہے گا۔مذکورہ حوالہ جات بھی علامہ موصوف کی کتاب ''آپ زندہ ہیں واللہ'' سے ماخوذ ہیں۔

اعمال امت دیکھ کر دعا فرماتے ہیں : (الحدیث)

قارئین کرام آپ نے یہ تو پڑھ لیا کہ حضرت سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مدفین کی زیارت کے وقت دیکھا کہ غمخوار امت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم لحد شریف میں دعا فرمارہے تھے۔اب یہ ایمان افروز حوالہ بھی پڑھ لیجئے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی روضہ پاک میں اپنی امت کے اعمال دیکھ رہے ہیں اور دعا فرمارہے ہیں۔(حوالہ جات۔خصائص الکبریٰ ص ۲۸۱ ج ۲، مدارج النبوۃ ص ۴۴۸ ج ۲ تفسیر ابن کثیر ج ۲، البدایہ والنہایہ ج ۵، حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ از علامہ نبہانی)/مخالفین کے حوالہ جات الشمامۃ العنبریہ ص ۵۲، نشر الطیب، اشرف علی تھانوی)

ـــہ جو بھولا نہ ہم غریبوں کو رضا   یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

آخرین صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) :

ـــہ صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

محترم قارئین کرام ! خیال رہے وہ خوش نصیب سعادت مند حضرات صاحب کرامات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ جنہوں نے محبوب خدا احمد مجتبیٰ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سر کی آنکھوں سے بار بار زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ـــہ جس مسلمان نے دیکھا انہیں ایک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

ان نفوس قدسیہ حضرات صحابہ کرام کا مبارک زمانہ ابتدائے اسلام سے شروع ہو کر پہلی صدی کے اختتام کے ساتھ ہی اختتام پذیر ہو گیا۔ جیسا کہ نبی غیب دان مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ اسی طرح ہوا۔ "فان راس مائۃ لا یبقی ممن ھو الیوم علی ظھر الارض احد"

ـــہ وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

بصرہ کے آخری صحابی :

حضرت انس بن مالک ہیں جو انصار مدینہ میں سے ہیں آپ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تمام مدنی عمر دس سال مسلسل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزار دی۔

ـــہ فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیئے
مل گئے مصطفےٰ ﷺ اور کیا چاہیئے

خلافت فاروقی میں آپ بصرہ تشریف لے گئے وہاں ہی ۹۱/۹۳ھ میں وفات پائی۔ آپ سے ایک ہزار دو سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔ (واللہ اعلم ورسولہ) (اکمال، مراۃ شرح مشکوۃ ص ۶۱۲ ج ۸، اسوہ صحابہ کامل عبدالسلام ندوی، کرامات صحابہ ص ۱۴۵... از علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی، منتخب حدیثیں)

شام کے آخری صحابی :

حضرت عبداللہ ابن بسر سلمی (رضی اللہ عنہ) مازنی ہیں آپ کے والدین بھائی بہن سب صحابی ہیں۔ ملک شام کے مقام حمص میں وضو کرتے ہوئے اچانک انتقال فرما گئے۔ آپ کی وفات سے علاقہ شام صحابہ کرام سے خالی ہو گیا۔ (اکمال ص ۴۹ آخر مشکوۃ کرامات صحابہ صفحہ ۱۴۷ بحوالہ اسد الغابہ۔ جلد سوم، کنز العمال)

﴿﴾ دوسری روایت کے مطابق شام کے آخری صحابی حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔ (مراۃ ص ۳۰۹ ج ۸۔ اکمال)

مدینۃ المنورہ : کے آخری صحابی حضرت سہل بن سعد ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابو العباس ہے۔ آپ کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات سے مدینہ منورہ زائرین رسول صحابہ کرام سے خالی ہو گیا۔ (اکمال آخر مشکوۃ ص ۶۰۰، مراۃ صفحہ ۸)

ـــہ کمال صحابہ نبی کی تمنا
جمال نبی ہے قرار صحابہ
(صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم)

دوسری روایت : کے مطابق مدینہ شریف کے آخری صحابی حضرت جابر بن عبداللہ

انصاری سلمی ہیں ۔ بہت ہی مشہور ہیں ۔ بہت سی احادیث آپ سے مروی ہیں ۔ آپ غزوہ بدر سے لیکر اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے ۔ ۷۴ھ میں وصال ہوا۔ آپ کی وفات سے زمین مدینہ منورہ صحابی سے خالی ہوگئی۔

دنیائے صحابیت سے روئے زمین خالی :

مکۃ المکرمہ کی سرزمین مقدسہ سے ہی ابتدائے اسلام ہوئی ۔ کئی خوش نصیب حضرات نے ہی سب سے پہلے دعوت اسلام قبول کی ۔ جن میں اول الاسلام حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں ۔ انہیں دیدار مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہونے والوں میں سے ایک حضرت ابوطفیل عامر ابن واثلہ لیثی کنعانی رضی اللہ عنہ ہیں ۔ آپ نے مکۃ المکرمہ میں ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

❖ خیال رہے ۔ زمین مکہ مکرمہ سے دعوت اسلام قبول کرنے والوں کا آغاز ہوا پھر مکہ مکرمہ میں ہی سب سے آخری صحابی ابوطفیل کی وفات سے حضرات صحابہ کرام کے عہد کا اختتام ہوا۔ (رضی اللہ عنہم) (اکمال ص ۴۳ مراۃ ص جلد ۸ ۔ اسوہ صحابہ کامل)

تمت بالخیر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

طالب دعا : ابوسعید محمد سرور قادری رضوی گوندلوی عفی عنہ